مدارس اور گھروں میں درس و تدریس کے لیے

سوال اور جواب کی شکل میں مفید اور اپنی نوعیت کی

پہلی کتاب

تعلیم الجہاد

اردو

تالیف

ابو محمد مولانا خالد قریشی عفی اللہ عنہ

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

پیشِ لفظ

عرصۂ دراز سے ذہن میں دو باتیں گردش کر رہی تھیں۔ ایک تو یہ کہ ہمارے مجاہدین کے بچوں کو اپنی قومی زبان اردو سے آشنا کیا جائے، جس کیلئے ضروری ہے کہ اپنے مدارس کے نصاب میں اسے زیادہ سے زیادہ جگہ دی جائے اور عام طور پر جو کتابیں پشتو مترجم ہیں وہ اردو میں ہی پڑھائی جائیں اور کچھ وقت کیلئے ان سے مطلوبہ زبان میں مکالمہ بھی ہو جاتا تو بہتر تھا۔ مگر افسوس کہ بعض ساتھیوں کی خواہش و کوششوں کے باوجود بھی یہ مسئلہ مہتممین و منتظمین کی طرف سے نظر انداز کر دیا گیا ہے جس کا نقصان یہ ہے کہ آج کچھ تعلیم یافتہ ساتھیوں کی شہادت کی وجہ سے ہماری صف میں اس زبان کے سمجھنے اور بولنے والوں کی تعداد میں بہت بڑی خلا نظر آ رہی ہے۔

دوسری بات یہ کہ ہمارے بچوں کو جہادی مضامین پڑھانے کا کوئی رجحان نظر نہیں آ رہا، بلکہ عام مدارس کی طرح صرف فقہ کی کتابوں میں کتاب الجہاد پڑھا کر ہی گزارہ چلایا جا رہا ہے جو ہمارے لئے افسوس کی بات ہے۔ ہم دیکھتے ہیں کہ عام طور پر مخصوص مسلک کے مدارس ابتدائی طلبۂ کرام کو اپنا مسلک سکھاتے نظر آتے ہیں۔ طالبعلم جب تک بالغ ہوتا ہے تب تک وہ اپنا مسلک اور مخصوص طرزِ عمل و گفتار سیکھ چکا ہوتا ہے مگر افسوس صد افسوس کہ مجاہدین کے بچوں کو جہاد سے دور ہی رکھا گیا، جس کا بڑا نقصان یہ نظر آ رہا ہے کہ مجاہدین کے بچے بھی مسالک کی نذر ہونے لگے۔ مجاہدین کے بچوں کو تو سب سے پہلے مجاہد ہونا چاہئے تھا، چاہے ان کا تعلق کسی بھی مسلک سے ہوتا۔

ان دونوں باتوں کو مد نظر رکھتے ہوئے اور بعض مخلصین ساتھیوں کے صلاح مشورے کے بعد بندہ نے کوشش کی کہ اردو زبان میں عام فہم سوال و جواب کی شکل میں جہادی احکام اور خصوصاً جہادِ پاکستان پر

کچھ جملے لکھے۔ اللہ تعالیٰ سے دعا ہے کہ اللہ اسے اپنے دربار عالیہ میں قبول فرمائے اور یہ کتاب جس مقصد کیلئے لکھی گئی ہے، وہ مقصد پورا کا پورا حاصل ہو۔

ابو محمد خالد قریشی عفی اللہ عنہ

۵ محرم الحرام ۱۴۴۴ھ، ق

۱۳ اگست ۲۰۲۲ء

فہرست

تقریظات

﴿استاذ المجاہدین مولانا شیخ گل محمد باجوڑی حفظہ اللہ﴾

الحمد للہ والصلوۃ والسلام علی أشرف الأنبیاء وقائد المجاھدین محمد وآلہ وأصحابہ ومن والاہ أجمعین۔

أما بعد: فأعوذ باللہ من الشیطن الرجیم

"وقاتلوھم حتی لا تکون فتنۃ ویکون الدین کلہ للہ"

جہاد، اسلامی اعمال و فرائض میں سے وہ فریضہ ہے جس پر امت کے عروج وزوال کا دارومدار ہے ، اگر امت مسلمہ میں جہادی فریضہ زندہ ہے تو یہ زوال سے عروج کو جائے گی ، اللہ کی زمین پر اللہ کا قانون نافذ ہو گا اور امت مسلمہ اقوام عالم میں ایک خاص مقام کا حامل ہو گا۔ اور اگر مسلمان اس فریضے کو چھوڑ دیں گے تو ذلیل ہوں گے جیسا کہ نبی کریم صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّم نے فرمایا ہے :إذا ترکتم الجھاد فسلط اللہ علیکم ذلا۔

آج عالم اسلام وسائل ِ دنیا سے خوب مالامال ہے لیکن اقوام عالم میں ان کی کوئی حیثیت نہیں ہے ، اللہ تعالی کے قانون کی بجائے ان پر غربی نظام و قوانین لاگو ہیں ، ان کی داخلہ و خارجہ پالیسیاں غرب کے اشاروں پر بنتی ہیں ، اپنے وسائل و سرمایہ پر کوئی قبضہ نہیں ہے بلکہ اکثر ایسے ہوتا ہے کہ عالم اسلام پر مسلط نظام اور فوجی ادارے کفار کے اشاروں پر اپنی ہی قوم وملت کیخلاف متحرک ہو جاتے ہیں۔

قرآن و سنت کی روشنی میں اسلامی معاشروں کی تشکیل میں ایک بڑی رکاوٹ یہی غلام نظام اور افواج ہیں اور افواج پاکستان بھی اسی سلسلے کی ایک اہم کڑی ہے۔ جب سے پاکستان ہندوستان سے الگ ہوا ہے اسی وقت سے یہ غلام فوج اسلامی نظام کے چاہنے والوں کیخلاف مورچہ زن ہوگئے ہیں۔ اسلامی نظام کا

مطالبہ اس فوج کے نزدیک ناقابل معافی جرم ہے۔ ہم چاہتے ہیں کہ جہاد کے مقدس عمل کے ذریعے مغرب کے ان غلاموں سے آزاد ہوں اور قرآن وسنت کی روشنی میں ایک اسلامی معاشرہ تشکیل دیں۔

الحمدللہ تحریک طالبان پاکستان کے نام سے پاکستانی مجاہدین نے مبارک جہادی تحریک شروع کررکھی ہے اور اس میں محیر العقول قربانیاں پیش کررہے ہیں۔ ہم اللہ تعالی سے بہت ہی پُرامید ہیں کہ اللہ تعالی اس مبارک جہاد کے ذریعے مسلط شدہ طاغوتی اور غلام نظام ساقط کرے گا۔ ان شاء اللہ۔

اسی مبارک جہادی فریضے کے حوالے سے برادرِ محترم مولوی خالد قریشی حفظہ اللہ نے جو رسالہ لکھا ہے ، میں نے دیکھا جو جہاد سے متعلق بہت ہی مفید مضامین پر مشتمل ہے۔ اللہ تعالی اس نوجوان لکھاری اور عالم مولانا خالد قریشی کو اجر سے نوازے اور اللہ ان کی استعداد میں خیر وبرکت ڈالے۔ انہوں نے مناسب اور آسان طرز کے ساتھ جہادی موضوعات کا دفاع کیا اور جہادی ادب میں یہ ایک اچھا اضافہ بلکہ صدقہ جاریہ ہے۔

مولانا خالد قریشی کا تعلق جہادی خاندان سے ہے ،ان کے والدِ محترم صبر واستقامت کے حامل ہیں اور اس راہ میں انہوں نے کافی مصائب وتکالیف اٹھائے ہیں۔ اللہ تعالی ان کی نسل کے علماء ،صلحاء ،غازیان ومجاہدین میں اضافہ کرے۔ آمین۔

مولوی گل محمد باجوڑی

یکم صفر المظفر ۱۴۴۴ھ،ق

﴿حضرت مولانا قاضی حماد حفظہ اللہ﴾

الحمدللہ وحدہ والصلاۃ والسلام علی من لانبی بعدہ وبعد :

ہر جماعت اور تنظیم کی کامیابی کا راز اور اس کا دار و مدار اس کے اراکین کے عقیدے پر ہے اور تاریخ بھی اسی پر شاہد ہے کہ جس تنظیم کی بنیاد عقیدہ و نظریہ رہا ،وہ قائم رہی اور کامیاب ہوئی۔ ہم نے دیکھا کہ روس جیسی طاقتور فوجوں کیخلاف لڑنے والے چونکہ صحیح عقیدے و نظریئے پر نہیں تھے تو ان کے جہاد نے کوئی نتیجہ نہیں دیا۔

چونکہ جہاد اسلام کا اہم رکن ہے تو اس کی ترقی اور کامیابی کا راز بھی عقیدے و نظریئے کی پختگی کے بغیر ممکن نہیں ہے۔ تو اسی بناء پر مفتی خالد قریشی حفظہ اللہ نے دیگر مصروفیات کے باوجود مجاہدین کے عقائد و نظریات کو پختہ رکھنے کیلئے مختصر مگر جامع کتاب لکھی۔ احقر نے اول تا آخر اس کا مطالعہ کیا جسے درج ذیل خصوصیات کی بنا پر ممتاز پایا:

- مختصر مگر جامع ہے
- جہادی سفر کے تقریباتمام مسائل پر مبنی ہے
- اس کے مراجع قرآن ،حدیث اور معتبر کتابیں ہیں
- عام مسلمانوں ،بچوں اور ابتدائی طلبۂ کرام کیلئے اس کا یاد کرنا آسان ہوگا۔

اللہ تعالی مفتی خالد قریشی صاحب کے علم و عمل اور قلم میں برکت ڈالے اور اس کتاب کو ان کی دنیا و آخرت کی نجات کا ذریعہ بنائے، آمین۔

آپ کا بھائی قاضی حماد

۲۶ محرم الحرام ۱۴۴۴ھ،ق

﴿استاذ المجاہدین مولانا قاری مدرار حفظہ اللہ﴾

الحمدللہ رب العلمین والعاقبة للمتقین والصلوۃ والسلام علی خیر خلقه محمد وعلی اله واصحابه اجمعین۔

بندہ نے مولانا خالد قریشی صاحب کا جہاد سے متعلق لکھا گیا رسالہ تعلیم الجہاد دیکھا۔ اردو زبان میں سوال وجواب کی شکل میں مرتب کردہ یہ رسالہ مجھے بہت مفید لگا۔ مجاہدین کو چاہئے کہ جہادی تعلیم کے سلسلے میں اس سے فائدہ اٹھائیں۔ اللہ تعالی مؤلف کو اجر عظیم نصیب فرمائے۔، آمین۔

آپ کا بھائی قاری مدرار

۲۶ محرم الحرام ۱۴۴۴ھ،ق

إن الحمد لله نحمده ونستعينه ونستغفره ونعوذ بالله من شرور أنفسنا ومن سيئات أعمالنا من يهده الله فلا مضل له ومن يضلل فلا هادي له ونشهد أن لا إله إلا الله وحده لا شريك له ونشهد أن محمدا عبده ورسوله۔

اما بعد :

فأعوذ بالله من الشيطن الرجيم

بسم الله الرحمن الرحيم

يا أيها النبي حرض المؤمنين على القتال

تعلیم الجہاد نامی رسالہ، جسے ہمارے محترم بھائی مولانا خالد قریشی صاحب نے بہتر انداز سے سوال و جواب کی شکل میں مرتب کیا ہے ، بندہ نے اس کا اول تا آخر بغور مطالعہ کیا۔ اس رسالے میں جہاد سے بہت کچھ جمع کیا گیا ہے جو یقینا موجودہ دور میں عوام و خواص کیلئے بہت ہی مفید ہو گا ، لوگوں کو اس سے مستفید ہونا چاہئے اور تحریک طالبان پاکستان کے متعلقہ ذمہ داران کو چاہئے کہ اسے تحریک کے مدارس کے نصاب میں شامل کریں۔

اللہ رب العزت مولانا خالد قریشی صاحب کے علم و عمل میں مزید خیر و برکت ڈالے اور اللہ انہیں اجر عظیم سے نوازے۔ آمین۔

حررہ صلاح الدین شانگلوی

۲۷ محرم الحرام ۱۴۴۴ھ، ق

﴿انتساب﴾

اپنے والدِ ماجد، اساتذۂ کرام، ان تمام جہادی قائدین، علماءِ حق و اصدقاء کے نام، جنہوں نے مجھے راہِ جہاد کی طرف رغبت دلائی اور مجھے اس راہ میں خدمت کا موقع دیا۔

﴿پہلی فصل﴾

جہاد، مجاہد وغیرہ کا تعارف

سوال: جہاد کسے کہتے ہیں؟

جواب: جہاد عربی زبان کا لفظ ہے، جس کا لغوی معنٰی ہے "بہت زیادہ کوشش کرنا" اور اصطلاح میں کفار کو اللہ کے دین کی طرف دعوت دینے اور قبول نہ کرنے کی صورت میں ان سے لڑنے کو جہاد کہتے ہیں۔

سوال: قتال کسے کہتے ہیں؟

جواب: یہ بھی عربی زبان کا لفظ ہے، اور لغت میں دو بندوں کے آپس میں ایک دوسرے کو قتل کرنے کو قتال کہتے ہیں، جبکہ اصطلاح میں اللہ کی راہ میں لڑنے کو قتال کہتے ہیں۔

سوال: جہاد اور قتال میں کیا فرق ہے؟

جواب: جہاد عام ہے، اللہ کی راہ میں ہر قسم کی کاوشوں اور کوششوں کو کہا جاتا ہے جبکہ قتال صرف لڑنے کے ساتھ خاص ہے۔

سوال: جہاد و قتال کا کیا مقصد ہے؟

جواب: جہاد و قتال کا مقصد اللہ کی زمین پر اللہ کا نظام نافذ کرنا دین کو غالب کرنا ہے تاکہ اللہ رب العزت کے دین کو عزت کی نگاہ سے دیکھا جائے۔

سوال: اللہ کا قانون نافذ کرنے سے کیا مراد ہے؟

جواب: اس سے مراد یہ ہے کہ اسلام کا بول بالا ہو، اسلامی احکام پر جبری طور پر عمل کرنا ممکن ہو، ہر تنازعے کا فیصلہ قرآن و حدیث کے مطابق ہو، مجرموں کو اسلام کے مطابق سزائیں دی جائیں اور لوگ اجتماعی طور پر ایسی زندگی گزاریں جیسے اللہ کی مرضی ہے۔

سوال: جہاد کب سے شروع ہوا، یعنی پہلی مرتبہ اس کا حکم کب آیا؟

جواب: نبی علیہ الصلوۃ والسلام نے نبوت ملنے کے بعد تیرہ سالہ مکی دور گزارا اور اس کے بعد مدینہ منورہ کی طرف ہجرت فرمائی، تو اس کے بعد جہاد کا حکم نازل ہوا، جس کا بیان سورۃ الحج کی آیت نمبر ۳۹ میں موجود ہے۔

سوال: اس سے قبل آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو کیا حکم تھا؟

جواب: اس سے پہلے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو دشمن کی جانب سے دی جانے والی تکالیف کے بدلے میں صبر کا حکم تھا جو بعد میں منسوخ ہو گیا۔

سوال: منسوخ ہونے کا کیا مطلب ہے؟

جواب: منسوخ ہونے کا مطلب یہ ہے کہ ایک حکم شرعی کی بجائے دوسرا حکم شرعی جاری ہو جائے، یا ایک حکم بلکل ختم ہو جائے۔ اس کا بیان سورۃ البقرہ کی آیت نمبر ۱۰۶ میں موجود ہے۔ صبر کا حکم بہر حال برقرار ہے لیکن جہاں اس کے بدلے جہاد کا حکم ہے وہاں صبر کا حکم منسوخ ہے۔

سوال: نبی علیہ الصلوۃ والسلام کو جہاد کا حکم کتنے عرصے تک نہیں آیا؟

جواب: نبوت ملنے کے بعد سے تیرہ سال تک، جب تک آپ مکہ مکرمہ میں تھے۔

سوال: ہجرت کس کو کہتے ہیں؟

جواب: ہجرت کا لفظی مطلب ہے، چھوڑنا، ترک کرنا، منتقل ہونا۔ اصطلاح میں ہجرت یہ ہے کہ اگر کوئی شخص اپنے وطن میں دینی شعائر آزادانہ طور پر ادا نہ کر سکتا ہو تو وہ اپنا ملک چھوڑ کر ایسی جگہ چلا جائے جہاں اسے مذہب اسلام پر چلنے کی آزادی حاصل ہو۔

سوال: اسلام تو امن کا دین ہے تو اس میں جنگ اور سختی کیسی؟

جواب: اسی امن کو قائم کرنے اور فسادیوں کو فساد سے روکنے کیلئے ہی اس جہاد کا حکم دیا گیا ہے۔

سوال: جہاد کب فرض ہوتا ہے؟

جواب: درج ذیل صورتوں میں جہاد فرض ہو جاتا ہے:

- جب کفار کسی اسلامی سرزمین پر حملہ آور ہو جائیں
- امیر حکم کرے، اس کو نفیر عام بھی کہتے ہیں
- کوئی مسلمان کفار کی قید میں چلا جائے
- جب مسلمان اور کفار ایک دوسرے کے مقابلے میں صف آرا ہو جائیں، تو ان صورتوں میں جہاد فرض عین ہو جاتا ہے۔

سوال: جہاد کس پر فرض ہے؟

جواب: ہر عاقل، بالغ اور جسمانی طور صحیح وسالم مسلمان پر جہاد فرض ہے۔

سوال: کیا ایسے لوگ ہیں جو جہاد کی فرضیت سے مستثنیٰ ہیں؟

جواب: جسمانی طور پر کمزور یعنی اندھے اور لنگڑے اور اسی طرح کمزور بوڑھے شخص پر جہاد فرض نہیں ہے۔

سوال: کیا قرآن وحدیث میں جہاد کا ذکر ہے؟

جواب: جی ہاں! قرآن مجید کی اکثر مدنی سورتوں کی سینکڑوں آیتوں اور احادیث کی صحاح ستہ سمیت تقریباً تمام کتبِ احادیث میں "کتاب الجہاد" اور "کتاب السیر" کے ناموں سے ابواب مرتب کئے گئے ہیں۔ نیز فقہ کی کتابوں میں جہاد کے مسائل موجود ہیں اور اس پر الگ سے بھی کئی کتابیں لکھی گئی ہیں۔

سوال: دین اسلام میں جہاد کی کیا فضیلت ہے؟

جواب: اسلام میں جہاد بڑی اہمیت کا حامل ہے، قرآن مجید کی سورۃ النساء کی آیت نمبر ۹۵ میں مجاہد کو باقی تمام مسلمانوں سے افضل و بہتر کہا گیا ہے۔ احادیث مبارکہ میں جہاد کو دیگر تمام اعمال پر فوقیت اور بہتری دی گئی

ہے۔ اسلام کے پانچوں بنیادی ارکان کا محافظ رکن جہاد ہے اور صحابہ کے نزدیک اسی سے مسلمانوں کی عزت ہے۔ اسلامی قوانین کا نفاذ اور غلبۂ دین جو مسلمانوں کا اصل مقصد ہے، جہاد کے بغیر بلکل ممکن ہی نہیں۔ اس کے علاوہ نبی علیہ الصلوۃ والسلام کا بذات خود جہاد میں شریک ہونا، تمام صحابہ کا اس راہ پر چلنا، تابعین و تبع تابعین کا اس موضوع پر قلم اٹھانا اور عرب و عجم کے عقلاء کا یہ راستہ اختیار کرنا اس عمل کی عظمتِ شان بیان کرتا ہے۔

سوال: کیا مجاہد کی کوئی فضیلت ہے؟

جواب: جی ہاں! فضیلت جہاد میں اوپر جن کتابوں کا ذکر ہوا، وہیں مجاہد کی فضیلت بھی موجود ہے۔ قرآن مجید و احادیث کی رو سے مجاہد تمام مسلمانوں پر فضیلت پانے والا مسلمان ہے اور مجاہد کا مسلمانوں کی حفاظت کی خاطر ایک رات کا پہرہ دینا یا چوکیداری کرنا دنیا اور دنیا کی تمام چیزوں سے بالاتر ہے۔

سوال: جو شخص جہاد کرتا ہے، اسے کیا کہتے ہیں؟

جواب: اس کو مجاہد، غازی اور آج کل کی اصطلاح میں طالب بھی کہتے ہیں۔

سوال: جو شخص جہاد سے واپس زندہ لوٹے، اسے کیا کہتے ہیں؟

جواب: اسے غازی، مجاہد اور آج کی اصلاح میں انہیں طالبان بھی کہتے ہیں۔

سوال: جہاد کے چند فوائد ذکر کریں۔

جواب: جہاد کے بہت سارے فوائد ہیں، چند مشت نمونۂ خروار ذکر ہیں:

- جہاد سے اللہ کی طرف توجہ بڑھتی ہے
- جہاد سے گناہ معاف ہوتے ہیں
- جہاد سے مسلمانوں کے درمیان اتفاق پیدا ہوتا ہے
- جہاد سے مسلمانوں کے دلوں کو طاقت ملتی ہے
- جہاد میں دلوں کا اطمئنان ہے

- جہاد سے بندہ افضل الاعمال میں مشغول ہوتا ہے
- جہاد اللہ تعالیٰ سے محبت کی سب سے بڑی نشانی ہے۔

سوال: جو شخص اس راہ یعنی جہاد میں مرے، اسے کیا کہتے ہیں؟

جواب: اس کو شہید کہتے ہیں۔

سوال: شہید اور عام مرنے والے میں کیا فرق ہے؟

جواب: شہید اور عام مرنے والے کی موت میں قرآن وحدیث کی روشنی میں واضح فرق ہے۔ شہید کے احکام میں آجائے گا۔

سوال: کیا صرف جہاد میں مرنے والا شخص شہید کہلاتا ہے؟

جواب: نہیں، بلکہ جس مسلمان کو کوئی جہاد کے بغیر بھی ظالمانہ طور پر ناحق قتل کرے تو وہ شہید کہلاتا ہے۔ اس کے علاوہ دیگر کچھ مرنے والے لوگ ہیں، جو شہید کہلاتے ہیں مثلاً:

- اللہ کی راہ میں اپنی موت مرنے والا شخص
- طاعون یا وبا سے مرنے والا شخص
- اپنے مال کی حفاظت میں مارا جانے والا شخص
- کوئی مسلمان ڈاکو وغیرہ کے ہاتھوں ظلماً قتل ہو
- پیٹ کے درد سے مرنے والا شخص۔

سوال: جہاد ایک مشکل عمل ہے، جس کیلئے کئی طرح کی مہارت کی ضرورت ہوتی ہوگی، تو اس کو سیکھنے کا کیا طریقہ ہے؟

جواب: عام طور پر جہاں مجاہدین ہوتے ہیں وہاں ایک معسکر ہوا کرتا ہے۔

سوال: معسکر کیا ہے، اور اس میں کیا ہوتا ہے؟

جواب: معسکر اس جگہ کو کہتے ہیں جہاں نئے آنے والے مجاہدین کو اسلحہ چلانے کی تربیت دی جاتی ہے اور ساتھ ہی انہیں دشمن کی چالوں سے بھی باخبر کیا جاتا ہے۔ نیز مجاہدین کو جن تدابیر کی ضرورت ہوتی ہے، وہ بھی سکھائی جاتی ہیں۔

سوال: موجودہ وقت میں کن جنگی وسائل اور تدابیر کو سیکھنا لازم ہے؟

جواب: آج کل کثیر الاستعمال اسلحہ جیسے: کلاشنکوف، پستول اور لیزر گن سمیت راکٹ لانچر سے لیکر بڑے سے بڑا اسلحہ، جو مجاہدین کے پاس موجود ہے سیکھنا چاہئے اور ساتھ ہی گاڑی و موٹر سائیکل اور وہ سواریاں جو جہاد میں کار آمد ہیں، سیکھنی چاہئیں۔ نیز رات کو سفر کے طریقے یعنی نائٹ مارچ، دشمن کا پیچھا کرنے، ان کے مراکز معلوم کرنے اور چھپ کر ان پر حملہ کرنے جیسی تدابیر بھی سیکھنا بہتر ہے۔ ضرورت کے وقت مخصوص مجاہدین کو دشمن کے علاقے میں رہنے سہنے اور ان کی صف میں رہتے ہوئے جہاد کی خفیہ چالیں سکھائی جاتی ہیں۔

سوال: کیا نبی علیہ الصلوۃ والسلام نے بذات خود جہاد کیا ہے؟

جواب: جی بلکل! انہوں نے ۲۷ جنگوں کی کمان سنبھالی ہے۔

سوال: یہ جنگیں کونسی ہیں؟

جواب: جن جنگوں میں نبی الملاحم ﷺ نے حصہ لیا وہ درج ذیل ہیں:

غزوۂ ابواء، صفر ۲ ہجری
غزوۂ بواط، جمادی الاول ۲ ہجری
غزوۂ عشیرہ، جمادی الثانی ۲ ہجری
غزوۂ بدر اولیٰ، ربیع الاول ۲ ہجری
غزوۂ بدر کبریٰ، رمضان ۲ ہجری
غزوۂ بنی سلیم، شوال ۲ ہجری
غزوۂ قینقاع، شوال ۲ ہجری
غزوۂ سویق، ذوالحجہ ۲ ہجری
غزوۂ ذی امر، محرم ۳ ہجری
غزوۂ بحران، ربیع الاول ۳ ہجری

غزوۂ بنی لحیان، جمادی الاول ۶ ہجری	غزوۂ احد، شوال ۳ ہجری
غزوۂ ذی قرۃ، جمادی الاول ۶ ہجری	غزوۂ حمراء الاسد، شوال ۳ ہجری
غزوۂ حدیبیہ، ذوالقعدہ ۶ ہجری	غزوۂ بنی نضیر، ربیع الاول ۴ ہجری
غزوۂ خیبر، محرم ۷ ہجری	غزوۂ ذات الرقاع، شعبان ۴ ہجری
غزوۂ عمرۃ القضاء، ذوالحجہ ۷ ہجری	غزوۂ بدر آخرہ، شعبان ۴ ہجری
غزوۂ فتح مکہ، رمضان ۸ ہجری	غزوۂ دومۃ الجندل، ربیع الاول ۵ ہجری
غزوۂ حنین، شوال ۸ ہجری	غزوۂ بنی المصطلق، شعبان ۵ ہجری
غزوۂ طائف، شوال ۸ ہجری	غزوۂ خندق / احزاب، شوال ۵ ہجری
غزوۂ تبوک، رجب ۹ ہجری	غزوۂ بنی قریظہ، ذوالقعدہ ۵ ہجری

نوٹ: غزوات کی تعداد مختلف کتابوں نے مختلف ذکر کی ہے، ۲۸ کی تعداد اکثر الذکر ہے، اس کے علاوہ اس کی تاریخوں میں بھی روایات مختلف ہیں۔

سوال: مشہور سرایا کونسے ہیں؟

جواب: چند سرایا کے نام یہ ہیں:

سریہ نخلہ	سریہ سیف البحر
سریہ قردہ	سریہ رابغ
سریہ ابوسلمہ مخزومی	سریہ خرار

سوال: غزوہ اور سریہ میں کیا فرق ہے؟

جواب: غزوہ اس جنگ کو کہتے ہیں جس میں نبی علیہ الصلوۃ والسلام نے خود شرکت کی ہو اور سریہ اس جنگ کو کہتے ہیں جس میں آپ نے کسی صحابی کو لشکر کا امیر مقرر کرکے جنگ کیلئے بھیجا ہو۔

سوال: وہ کونسے صحابہ ہیں، جنہوں نے جہاد کیا ہے؟

جواب: تقریباً تمام صحابہ نے جہاد میں حصہ لیا ہے، جن میں سے چند کے نام یہ ہیں:

ابو عبید بن الجراح رضی اللہ عنہ	ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ
حمزہ بن عبد المطلب رضی اللہ عنہ	عمر فاروق رضی اللہ عنہ
جعفر بن ابی طالب رضی اللہ عنہ	عثمان غنی رضی اللہ عنہ
معاذ بن عمرو رضی اللہ عنہ	علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ
براء بن مالک رضی اللہ عنہ	حضرت طلحہ رضی اللہ عنہ
خالد بن ولید رضی اللہ عنہ	زبیر بن عوام رضی اللہ عنہ
ابو سفیان رضی اللہ عنہ	سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ

سوال: کیا خواتین صحابیات نے بھی جہاد کیا ہے؟

جواب: جی ہاں! ان میں سے بعض کے نام یہ ہیں:

ربیع بنت معوذ رضی اللہ عنہما	ام المؤمنین عائشہ رضی اللہ عنہما
ام عطیہ رضی اللہ عنہما	ام سلیم رضی اللہ عنہما

سوال: مشہور شہید صحابہ کون کونسے ہیں؟

جواب: کم و بیش سوا لاکھ صحابہ میں سے اکثر صحابہ شہداء ہیں، اپنی موت بہت ہی کم صحابہ وفات پائے ہیں۔ شہداء میں سے بعض کے نام درج ذیل ہیں:

عبد اللہ عمرو رضی اللہ عنہ	حمزہ بن عبد المطلب رضی اللہ عنہ
نوفل بن عبد اللہ رضی اللہ عنہ	مصعب بن عمیر رضی اللہ عنہ
عمرو بن قیس رضی اللہ عنہ	عبد اللہ بن جبیر رضی اللہ عنہ

عقبہ بن عامر رضی اللہ عنہ　　عبیدہ بن حارث رضی اللہ عنہ

عبادہ بن صامت رضی اللہ عنہ　　عبد الرحمن بن عوف رضی اللہ عنہ

سوال: موجودہ دور میں وہ کونسے طریقے ہیں جو مجاہدین دشمن کے خلاف استعمال کرتے ہیں؟

جواب: مجاہدین جگہ اور وقت کی مناسبت سے عام طور پر مندرجہ ذیل طریقے استعمال کرتے ہیں:

فدائی/استشہادی حملہ: استشہادی حملے میں ایک مجاہد اپنے جسم پر مبارک بارودی جیکٹ باندھ کر دشمن کی صف میں خود کو دھماکے سے اڑا کر اپنے ساتھ دشمنوں کو بھی اڑا دیتا ہے یا بارودی جیکٹ کے بغیر ہی ان کے قلعے یا مرکز میں گھس کر ان پر حملہ آور ہوتا ہے جس میں اس مجاہد کے بھی شہید ہونے کے زیادہ سے زیادہ امکانات ہوتے ہیں اور بچنے کا چانس نہ ہونے کے برابر ہوتا ہے۔

ھجومی فدائی حملہ: جس میں ایک سے زیادہ استشہادی مجاہدین ہوں۔

تعارضی حملہ، شب خون: جس میں مجاہدین دشمن کے ایک مرکز پر حملہ کرکے اس پر قبضہ بھی کرتے ہیں، بعض اوقات غنیمت بھی حاصل ہو جاتا ہے۔ یہ حملہ اکثر رات کو کیا جاتا ہے۔

گھات/ایم بش حملہ: یہ حملہ دشمن کیلئے چھپ کر، تاک میں بیٹھ کر دشمن کے قریب آنے پر کیا جاتا ہے۔

گوریلہ حملہ: گوریلہ حملہ دشمن کے مرکز یا قافلے کے کسی حصے یا قافلے کے پچھواڑے پر کیا جاتا ہے، جس کے بعد مجاہدین بہت ہی جلدی نکلنے کی کوشش کرتے ہیں۔

بم/مائن دھماکہ: مائن دشمن کے آنے جانے کے راستے میں نصب کیا جاتا ہے، جس کی مختلف اقسام ہوتی ہیں۔ ہینڈ گرنیڈ یا دیگر بموں کے ذریعے بھی دشمن کے چھوٹے سے ٹھکانے یا گاڑی کو نشانہ بنایا جاتا ہے۔ بعض اوقات بم کو سائیکل، موٹر سائیکل یا گاڑی میں بھی نصب کیا جاتا ہے۔

ٹارگٹڈ حملہ: ٹارگٹڈ حملے میں مجاہدین کسی ایک مخصوص دشمن کو نشانہ بناتے ہیں، ٹارگٹڈ حملوں میں اکثر پستول اور کبھی کبھی کلاشنکوف استعمال ہوتا ہے۔

لیزر حملہ: یہ حملہ نائٹ ویژن یعنی رات والے دوربین کو مشین گن پر نصب کر کے کیا جاتا ہے۔

سنائپر حملہ: سنائپر بہت دور نشانہ بنانے والی ایک مخصوص قسم کی گن ہے، یہ حملہ اس گن کے ذریعے کیا جاتا ہے۔

میزائل حملہ: یہ حملہ میزائل کے ذریعے دشمن کے ٹھکانے کو نشانہ بنا کر کیا جاتا ہے۔

سوال: دشمن مجاہدین پر کن طریقوں سے حملے کرتے ہیں؟

جواب: دشمن بھی مذکورہ طریقوں میں سے بعض طریقے استعمال کرتے ہیں، لیکن جدید ٹیکنالوجی جیسے: ڈرون، جیٹ، ہیلی کاپٹر اور توپخانہ سمیت بڑے بڑے ہتھیاروں کے ذریعے بھی حملہ کرتے ہیں۔

سوال: رباط کسے کہتے ہیں؟

جواب: اسلامی سرزمین یا اس جگہ جہاں مجاہدین رہتے ہیں، کی حفاظت کیلئے رات کو پہرہ دینے یا چوکیداری کرنے کا نام رباط ہے۔ اور احادیث میں اس کے بہت فضائل مذکور ہیں۔

سوال: مالِ غنیمت کسے کہتے ہیں؟

جواب: وہ مال جو مجاہدین کفار کے خلاف جنگ لڑ کر حاصل کریں، اسے مالِ غنیمت کہتے ہیں۔

سوال: مالِ فئ کسے کہتے ہیں؟

جواب: جو مال کافر سے جنگ لڑے بغیر حاصل ہو، اسے مالِ فئ کہتے ہیں۔

سوال: امیر کسے کہتے ہیں؟

جواب: مجاہدین کے سربراہ یا بڑے کو امیر کہتے ہیں۔

سوال: قمندان، کماندان یا کمانڈر کسے کہتے ہیں؟

جواب: جو شخص جنگی انتظامات سنبھالتا ہے، اسے کماندان کہتے ہیں۔

﴿دوسری فصل﴾

جہاد کے ابتدائی احکام

سوال: جہاد کا کیا حکم ہے؟

جواب: جب اسلامی نظام قائم ہو اور مسلمانوں کی کوئی زمین کفار کے قبضے میں نہ ہو تو جہاد فرض کفایہ ہے۔ اور اگر ایسا نہ ہو تو فرض عین ہے۔

سوال: فرض عمل کسے کہتے ہیں؟

جواب: فرض اس حکم کو کہتے ہیں جو قطعی الثبوت اور قطعی الدلالۃ ہو یعنی قرآن مجید اور احادیث صحیحہ سے ثابت ہو۔

سوال: فرض عین اور فرض کفایہ میں کیا فرق ہے؟

جواب: فرض عین اس عمل کو کہتے ہیں جو ہر مسلمان پر الگ الگ اور مستقل طور پر فرض ہو، یعنی ہر کسی پر اس کا کرنا لازم ہو، جیسے: نماز، روزہ، زکات وغیرہ۔ جبکہ فرض کفایہ وہ عمل ہے جو اہل علاقہ میں سے چند ایک کے ادا کرنے سے تمام اہل علاقہ کے ذمے سے اتر جائے جیسا کہ نماز جنازہ ہے۔

سوال: موجودہ دور میں جہاد کا کیا حکم ہے؟

جواب: آج کل چونکہ اسلامی نظام نہ ہونے کے برابر ہے اور مسلمانوں کی زمینوں پر کفار قابض ہیں اور کفری نظام کا قبضہ واثر ہے تو جہاد فرض عین ہے۔

سوال: جہاد کی فرضیت کی کیا شرائط ہیں؟

جواب: جہاد کی سات شرائط ہیں:

مسلمان ہونا، بالغ ہونا، عاقل ہونا، آزاد ہونا، مرد ہونا، کسی ضرر یا مرض یعنی اندھے پن اور لنگڑے پن وغیرہ سے سالم ہونا اور نفقے کا موجود ہونا۔ یہ شرائط فرض کفایہ کی ہیں، فرض عین کی صورت میں عورت مستثنٰی نہیں ہوگی۔

سوال: اگر کوئی جہاد نہ کرے تو اس کا کیا حکم ہے؟

جواب: وہ گناہ میں مبتلاء ہوگا اور اگر توبہ کئے بغیر مر گیا تو معاذاللہ دنیا سے گنہگار رخصت ہوگا۔

سوال: اگر کوئی جہاد کا انکار کرے تو اس کا کیا حکم ہے؟

جواب: ایسا آدمی قرآن مجید کی کئی آیتوں سے انکار کی وجہ سے کافر ہوگا۔

سوال: کیا جہاد کا انکار کرنا اور جہاد نہ کرنا ایک بات ہے؟

جواب: نہیں! جہاد نہ کرنا الگ بات ہے جو گناہ ہے اور اس سے انکار الگ بات ہے، جو کفر ہے۔

سوال: کیا جہاد کی فرضیت کا مقصد تمام کفار کو قتل کرنا یا انہیں مسلمان بنانا ہے؟

جواب: جی نہیں! اس کا مقصد کفار کی شان و شوکت ختم کرکے ان کو اسلامی نظام سیاست کے تحت لانا ہے۔ مثلاً کفار کفار ہی رہیں، مگر وہ اسلامی نظام پر عمل پیرا ہوتے ہوئے مسلمانوں کو جزیہ اداء کریں اور محکوم رہیں۔

سوال: کیا جہاد و قتال کی فرضیت میں تعطل آتا ہے؟

جواب: نہیں! جب تک کفار کا رعب و دبدبہ موجود ہے، تب تک جہاد جاری رہے گا۔ ایک حدیث کا مفہوم ہے کہ جہاد قیامت تک جاری رہے گا۔ البتہ قتال میں وقتی طور پر تعطل آتا ہے۔

سوال: کیا جہاد میں شرکت کیلئے اولاد کا والدین اور بیوی کا شوہر سے اجازت لینا لازمی ہے؟

جواب: اگر جہاد فرض عین ہو تو بغیر اجازت کے بھی جاسکتے ہیں لیکن انہیں راضی کرکے جانا بہتر ہے۔

اگر وہ زبردستی روکیں گے تو گنہگار ہوں گے۔

سوال: قرآن وحدیث میں تو والدین اور شوہر کے بہت سارے حقوق بیان کئے گئے ہیں تو پھر ان کی اجازت کے بغیر جہاد کیلئے جانا کیسے جائز ہے؟

جواب: کیونکہ تب جہاد دین کی سب سے بڑی ضرورت ہوتی ہے اور یہ تمام اعمال پر فوقیت پاتا ہے تو اس سے روکنا گناہ ہوگا اور معصیت میں کسی پر کسی حکم ماننا لازم نہیں ہوتا۔

سوال: اگر کوئی صحابی جہاد سے رہ جاتا تو اس پر نبی علیہ الصلوٰۃ والسلام کا کیا ردعمل ہوتا؟

جواب: اللہ اور اس کے رسول نے اس معاملے میں صحابہ سے سخت ناراضگی کا اظہار فرمایا ہے، جس کا بیان قرآن مجید کی سورۃ التوبہ کی آیت نمبر ۱۱۸ میں موجود ہے۔ مرارۃ بن ربیع، کعب بن مالک اور ہلال بن امیۃ کا واقعہ اس بارے مشہور ہے۔

سوال: کیا کفار پر اچانک حملہ کیا جائے گا؟

جواب: نہیں! انہیں اولاً اسلام کی دعوت دینا لازم ہے، اگر اسلام قبول نہ کریں تو ان سے جزیہ (ٹیکس) کا مطالبہ کیا جائے گا اور اگر یہ بھی قبول نہ کریں تو پھر ان پر حملہ کیا جائے گا۔ یہ صورت تب کی ہے جب کسی سرزمین پر اسلام نافذ ہو اور وہاں سے مجاہدین کفار کی سرزمین پر بھی اسلامی نظام نافذ کرنا چاہیں۔ دفاعی جہاد میں یہ حکم نہیں ہے۔

سوال: دفاعی جہاد سے کیا مراد ہے؟

جواب: اصلاً جہاد کی دو قسمیں ہیں:

(۱) اقدامی (۲) دفاعی

اور سوال میں ذکر کی گئی پہلی صورت اقدامی جہاد کی ہے، جبکہ دفاعی جہاد سے مراد کفار کے حملے کی صورت میں ان پر جوابی حملہ ہے۔

سوال: کیا موجودہ دور جدید میں بھی کفار تک دینِ اسلام یا مسلمانوں کی دعوت نہیں پہنچی؟

جواب: یہ باخبر دور ہے اور ذرائع ابلاغ کے مطابق تقریباً تمام کفار تک اسلام کی دعوت پہنچ چکی ہے، لہٰذا اگر کوئی ایسی صورت بنتی ہے تو ان پر بلا دعوت جدیدہ حملہ کرنا جائز ہے مگر تب بھی دعوت دینا مستحب ہے۔

سوال: ہم کیسے کہہ سکتے ہیں کہ تمام کفار تک ہماری دعوت پہنچ چکی ہے؟

جواب: موجودہ دور انتہائی تیز ذرائع ابلاغ کا دور ہے۔ چند ہی منٹوں میں دنیا کی ایک جانب کی خبر دوسری جانب پہنچ جاتی ہے اور پھر مجاہدین کی دعوت، دعویٰ اور ان سے متعلق باخبر رہنے کیلئے اسلامی و غیر اسلامی ممالک نے باقاعدہ ادارے قائم کر رکھے ہیں، تو ایسے میں زیادہ امکان ہے کہ انہیں مجاہدین کی دعوت پہنچ چکی ہے۔ ایک اہم بات یہ ہے کہ کفار اور ان کے حواریوں نے مجاہدین کے ذرائع ابلاغ (سوشل میڈیا چینلز) پر پابندی لگا رکھی ہے جس کی وجہ یہ ہے کہ وہ اس دعوت سے خائف ہیں کہ کہیں ایسا نہ ہو کہ کسی پر اس کا اثر ہو جائے، جو اس بات کی دلیل ہے کہ کم از کم ان کے سربراہان و ذمہ داران تک دعوت پہنچ چکی ہے۔

سوال: ہم پاکستانی فوج اور وہاں رائج جمہوری نظام اور اس کے رکھوالوں کے خلاف جہاد کر رہے ہیں تو کیا انہیں ہماری دعوت پہنچ چکی ہے؟

جواب: جی ہاں! تحریک کے تمام امراء اور ترجمانان نے وقتاً فوقتاً حالات کے پیشِ نظر صحافیوں، ویڈیوز، آڈیوز اور دیگر ذرائع سے انہیں اپنا پیغام پہنچا دیا ہے، جسے انہوں نے مسترد کر دیا، تبھی ہم ان کے خلاف لڑ رہے ہیں۔

سوال: کیا مرتدین کو بھی دعوت دینا لازم ہے؟

جواب: مرتدین پر بغیر دعوت دیئے بھی حملہ کرنا جائز ہے، البتہ اگر اس کے مسلمان ہونے کا امکان ہو تو دعوت دیدی جائے۔

سوال: کیا نبی علیہ الصلوۃ والسلام نے جنگ سے قبل کفار کو دعوت دی ہے؟

جواب: جی ہاں! نبی علیہ الصلوۃ والسلام نے روم و فارس وغیرہ کو جنگ سے قبل دعوتی خطوط ارسال کئے تھے اور یہی طریقہ صحابہ کا بھی رہا۔

سوال: معرکے میں کس کس کو قتل کرنا جائز ہے؟

جواب: ہر اس کافر کو قتل کرنا جائز ہے جو مسلمانوں اور مجاہدین کیخلاف کھڑا ہو، چاہے وہ کسی بھی طریقے سے ہو۔ اور ایسے مسلمان جو جنگ میں کفار کا ساتھ دیں، انہیں بھی قتل کیا جائے گا۔

سوال: کس کس کو قتل کرنا ناجائز ہے؟

جواب: خواتین، بچوں، پاگلوں، کمزور بوڑھے، سخت بیمار جو نہ لڑ سکتا ہو، ہاتھ پاؤں سے معذور، اندھے الغرض جو جنگ نہیں لڑتے، انہیں قتل کرنا ناجائز ہے۔

سوال: اوپر ذکر کئے گئے لوگ اگر جنگ میں حصہ لیں تو کیا انہیں قتل کرنا جائز ہے؟

جواب: جی ہاں! اگر ان میں سے کوئی بھی کسی بھی طریقے سے، مثلاً: تدبیر و تقریر یا ان کیلئے اسلحہ وغیرہ مہیّا کر کے ان کی مدد کرتے ہوں تو انہیں قتل کرنا جائز ہے۔

سوال: کیا کفار کو مارنے کے ساتھ ساتھ انہیں مالی نقصان پہنچانا بھی جائز ہے؟

جواب: جی ہاں! ان کی تعمیرات کو تباہ کرنا، فصلیں جلانا، ان کی گاڑیاں وغیرہ تباہ کرنے کی صورت میں انہیں مالی نقصان پہنچانا بھی جائز بلکہ افضل ہے۔

سوال: اوپر گزرا کہ کفار سے جزیہ یعنی ٹیکس کا مطالبہ کیا جائے گا، اس کا کیا مطلب ہے؟

جواب: اس کا مطلب ہے کہ کفار کو ان کی ملکیت کی زمینوں پر رہنے دیا جائے اور ان کے اموال انہی کے پاس رہنے دیں لیکن ان میں سے خراج اور جزیہ لیا جائے۔

سوال: خراج اور جزیہ کیا ہے اور یہ کتنی مقدار میں لیا جائے گا؟

جواب: خراج کا مطلب یہ ہے کہ کفار کی زمین میں سے جو فصل اُگتی ہے اس میں سے مخصوص حصہ لیا جائے، اسی طرح جزیہ ان کے دیگر اموال نقدی وغیرہ میں سے لیا جائے گا۔ اگر ان کی زمین پر قبضہ صلح کی صورت میں ہوا ہے تو یہ امیر کی مقرر کردہ مقدار کے مطابق لیا جائے گا اور اگر قبضہ جنگ کی صورت میں ہوا ہے تو فقیر سے سالانہ بارہ، متوسط سے چوبیس اور غنی سے اڑتالیس دراہم شرعیہ کے بقدر مال لیا جائے گا۔

سوال: کیا یہ اس وجہ سے لیا جائے گا کہ یہ کافر ہیں؟

جواب: نہیں! ان کا کفر اپنی جگہ لیکن یہ اس لئے لیا جائے گا کہ معلوم ہو کہ وہ اسلام کے آگے سر خم ہیں اور وہ اسلامی نظام کے تحت زندگی گزارنے پر راضی ہیں اور یہ ان کے جان، مال اور آبرو کے عوض لیا جاتا ہے۔

سوال: اوپر ذکر ہوا کہ جنگ کیلئے معسکر میں تربیت حاصل کرنا ہوگی، اس کا کیا حکم ہے؟

جواب: اس بارے میں قرآن مجید کا صریح حکم ہے اور اس پر کئی احادیث ہیں تو اس کا حاصل کرنا واجب ہے۔

سوال: اوپر شہید کا ذکر ہوا، اس کے کیا احکامات ہیں؟

جواب:

- شہید کو عام مردوں کی طرح مردہ نہیں کہا جائے گا
- شہید کو غسل نہیں دیا جائے گا
- شہید کو کفن نہیں دیا جائے گا، بلکہ اپنے ہی کپڑوں میں دفنایا جائے گا
- شہید کی بیوہ سے عدت کے بعد کسی اور کا نکاح جائز ہو گا
- شہید کا مال وارثوں میں تقسیم ہو گا۔

سوال: شفاعت کا کیا مطلب ہے؟

جواب: شفاعت کا مطلب ہے کہ قیامت کے روز اللہ رب العزت شہید کی سفارش پر ۷۰ ایسے افراد کو،

جو جہنم کے مستحق ہوں گے، جنت میں داخل فرمائے گا۔(ان شاء اللہ)

سوال: شہید کے کیسے گناہ معاف ہوں گے ؟

جواب: شہید کے وہ گناہ معاف کئے جائیں گے جن کا تعلق حقوق اللہ سے ہو اور جن میں کسی انسان کا حق مارا گیا ہو، جیسے قرض وغیرہ، تو یہ معاف نہیں ہو گا۔

سوال: غنیمت کا کیا حکم ہے ؟

جواب: جب مجاہدین کفار کی سرزمین سے غنیمت کا سامان لائیں تو اسے پانچ حصوں میں تقسیم کر دیا جائے گا۔ چار حصے ان مجاہدین کے ہوں گے جنہوں نے جنگ میں بلاواسطہ حصہ لیا، اور پانچواں حصہ امیر کے حوالے کیا جائے گا، جسے وہ ضرورت کے مطابق شرعی مصارف میں صرف کرے گا۔ البتہ کفار کے علاوہ دیگر باغیوں کا مال ان کے توبہ تک اپنے پاس سنبھال کر رکھا جائے گا۔

سوال: اگر کوئی کافر مسلمانوں کی قید میں آجائے تو اس کے ساتھ کیا کیا جائے گا؟

جواب: قیدی کے بارے میں امیر وقت کی مناسبت سے فیصلہ کرے گا۔ اسے قتل بھی کیا جا سکتا ہے اور مسلمان قیدیوں، مال کے عوض یا احساناً اسے رہا بھی کیا جا سکتا ہے۔

سوال: کیا جنگ میں کفار کی مدد لینا جائز ہے ؟

جواب: جی ہاں! سیرت رسول میں اس بات کی مثالیں ملتی ہیں کہ نبی علیہ الصلوۃ والسلام نے جنگ میں کفار کو استعمال کیا ہے۔ نیز بوقت ضرورت ان سے مشروط امداد حاصل کرنا بھی جائز ہے۔ تاہم ان کا آلۂ کار نہ بنا جائے۔

سوال: فدائی حملہ کرنے کا کیا حکم ہے ؟

جواب: فدائی حملہ کرنا جائز بلکہ افضل ہے اور استشہادی مجاہد عام شہید پر فضیلت رکھتا ہے۔

سوال: پچھلی فصل میں امیر کا ذکر ہوا، اس کے بارے میں ہمیں کا حکم ہے؟

جواب: امیر کا حکم ماننا ہم پر واجب ہے، جب تک کہ وہ ہمیں گناہ کا حکم نہ کرے۔ تمام مسلمانوں کے امیر، ایک تحریک یا جماعت اور تحریک میں ایک شعبے یا گروپ کے امیر کا یہی حکم ہے، بشرطیکہ یہ ذیلی امراء امیر عام کے ماتحت ہوں۔

سوال: جنگ کے وقت کونسے احکام مجاہدین کی طرف متوجہ ہوتے ہیں؟

جواب: قرآن مجید کی آیتوں اور صحابہ کے عمل سے ثابت ہوتا ہے کہ مجاہدین کو چاہئے کہ وہ جنگ کی ابتدائی دہشت سے خوفزدہ نہ ہوتے ہوئے۔

- اخلاص نیت سے کام لے
- صبر واستقامت سے کام لیں
- نظم وضبط برقرار رکھیں
- اللہ پر توکل کریں
- اللہ سے مخصوص دعائیں مانگیں
- تکبر اور بڑے پن سے بچیں
- تکبیر کا نعرہ لگائیں
- مسلسل ذکر کرتے رہیں

﴿تیسری فصل﴾

جہادِ پاکستان اور تحریک طالبان پاکستان

سوال: تحریک طالبان پاکستان جو جنگ لڑ رہی ہے، کیا یہ جائز ہے؟

جواب: جی بلکل! یہ جائز ہی نہیں بلکہ فرض اور کئی وجوہات کی بناء پر افضل جہاد ہے۔

سوال: اس جہاد کا مقصد کیا ہے؟

جواب: اس کا مقصد ملکِ پاکستان میں وہ قانون نافذ کرنا ہے، جس کیلئے یہ حاصل کیا گیا ہے۔

سوال: پاکستان کس مقصد کے لئے حاصل کیا گیا ہے؟

جواب: اسلامی نظام کیلئے، پاکستان کو جب انڈیا سے الگ کیا جارہا تھا تو اس کا یہی مقصد تھا کہ یہاں اسلامی نظام ہو گا اور یہ نعرہ لگایا گیا:

"پاکستان کا مطلب کیا؟ لا الہ الا اللہ"

سوال: یہ مشہور ہے کہ پاکستان ایک اسلامی ملک ہے، تو کیا اس میں اسلامی نظام نہیں ہے؟

جواب: جی نہیں! یہ ایک نام نہاد اسلامی ملک ہے اور اس میں اسلامی نہیں بلکہ کفری جمہوری نظام نافذ ہے۔

سوال: کیا پاکستانی فوج اسلامی فوج ہے؟

جواب: قطعاً نہیں! بلکہ یہ اس ملک پر مسلط لشکر ہے جس میں بھرتی ہونے اور کام کرنے کیلئے کہیں بھی اسلام کا لحاظ نہیں کیا گیا ہے۔ یہ ایک اسلام مخالف اور ظالم فوج ہے جس کا اسلام سے دور دور تک تعلق نہیں ہے۔ اس پر اس سے بہتر اور کیا دلیل ہو سکتی ہے کہ اس کے پہلے دو سربراہان یعنی آرمی چیف برطانوی کافر تھے۔ ایک جنرل فرینک میسروی جو اگست ۱۹۴۷ سے فروری ۱۹۴۸ تک اور دوسرا جنرل ڈوگلس ڈیوڈ گریسی جو

فروری۱۹۴۸سے جنوری۱۹۵۱تک اس نام نہاد اسلامی فوج کے سپہ سالار رہے۔

سوال: پاکستانی مجاہدین کے اہداف کیا ہیں؟

جواب: ہر وہ ادارہ (مقننہ و اجرائیہ وغیرہ)، جو پاکستان میں نفاذ اسلام کیلئے رکاوٹ ہے، وہ پاکستانی مجاہدین کا ہدف ہے۔ لیکن اول فالاول کی بنیاد پر عسکری و خفیہ ادارے اور ان کے معاونین ان کا ہدفِ اصلی ہیں۔

سوال: پاکستان میں یہ جدوجہد کب سے شروع ہوئی؟

جواب: تحریک طالبان پاکستان کا مختصر پسِ منظر کچھ یوں ہے کہ جب ۲۰۰۱ء میں امارت اسلامیہ افغانستان کی حکومت پر امریکہ نے حملہ کیا تو وہاں کے مجاہدین اور ان کے اہلخانہ نے قبائلی علاقوں کی طرف ہجرت کی۔ یہ بات حکومت پاکستان کو ناگوار گزری اور جلد ہی ۲۰۰۴ء میں ان کے خلاف فوجی آپریشن کرنا چاہا، جہاں پاکستانی مجاہدین ان کے دفاع میں اٹھ کھڑے ہوئے اور اس کے کچھ عرصہ بعد ۲۰۰۷ء میں انہی مجاہدین سے تحریک طالبان پاکستان وجود میں آئی۔ اس سے قبل بھی ۱۹۹۲ء میں تحریک نفاذ شریعت محمدی نے ملک میں نفاذ اسلام کیلئے قدم اٹھایا تھا۔

سوال: کیا صرف یہی وجہ بنی کہ پاکستان میں جہاد شروع ہوا یا تحریک طالبان پاکستان وجود میں آئی؟

جواب: نہیں! بلکہ جب پاکستان وجود میں آیا اور علماء سمیت مسلمانوں کی ایک بڑی تعداد نے اس بات کا اندازہ لگایا کہ یہاں اسلام کا نام محض مسلمانوں کو ورغلانے کیلئے استعمال ہوا ہے، مگر تب حالات کچھ اور تھے، مسلمان بہت ہی لاچار تھے اور اس بات کا تذکرہ کراچی کے معروف عالمِ دین مفتی محمد شفیع عثمانی رحمہ اللہ نے تفسیر معارف القرآن کے مقدمے میں بھی کیا ہے۔ یوں کہا جائے تو بہتر ہوگا کہ پاکستان میں اسلامی نظام کا نہ ہونا ہی اس جہاد کو شروع کرنے کا اصل سبب ہے۔ صرف یہی نہیں بلکہ موجودہ جدوجہد شروع ہونے سے قبل خصوصاً ۲۰۰۴ء سے ۲۰۱۴ء تک یہاں شعائر اللہ کی بے حرمتی ہوئی، مساجد و مدارس پر بمباریاں ہوئیں، مہاجر مجاہدین اور خواتین کو ڈالرز کے عوض امریکہ کو بیچا گیا۔ اس

کے علاوہ ظلم و جبر کی ایسی داستانیں ہیں کہ یہاں لکھنا مشکل ہے۔ تو ان تمام وجوہات کی بناء پر یہ جہاد شروع ہوا جو اب تک الحمد للہ جاری ہے۔

سوال: آپ نے کہا کہ پاکستان میں کفری جمہوری نظام نافذ ہے، اس سے کیا مراد ہے؟

جواب: جمہوریت کی بحث اگلی فصل میں آ رہی ہے۔

سوال: آپ نے کہا کہ یہاں شعائر اللہ کی بے حرمتی ہوئی ہے اور مساجد و مدارس کو شہید کیا گیا ہے، یہ سب کب اور کیسے ہوا؟

جواب: سال ۲۰۰۶ء میں باجوڑ ایجنسی کی تحصیل ڈمہ ڈولہ کے قریب واڑہ ماموند میں اس فوج کی ایماء پر امریکہ نے ایک مدرسے کو بمباری کا نشانہ بنایا۔ جس میں مدرسے کے درجنوں معصوم طلباء سمیت ۸۰ افراد شہید ہوئے۔

سال ۲۰۰۷ء میں دارالحکومت اسلام آباد کے ایک مدرسے جامعہ حفصہ اور لال مسجد پر اس وجہ سے آپریشن کیا کہ انہوں نے ملک میں فحاشی کے خلاف آواز اٹھائی اور جامعہ کے طلبہ و طالبات کو شہید کیا، مدرسے کو مسمار کر کے مسجد بند کروادی۔ اس مدرسے کی طالبات کو گرفتار کر کے ان کی بے عزتی کی اور بیرون ممالک فحش اڈوں کے حوالے کر دیا۔

اس کے علاوہ تقریبا تمام قبائلی علاقوں سمیت سوات و دیگر کئی اضلاع میں سینکڑوں مساجد و مدارس کو شہید کیا ہے۔

پاکستان کی اسٹبلیشمنٹ نے ڈاکٹر عافیہ صدیقی کو بھی امریکہ کے حوالے کیا ہے۔

جب تحریک طالبان پاکستان قبائلی علاقوں اور ملاکنڈ ڈویژن کے اکثر حصے پر حاکم تھی تو انہوں نے لوگوں کے فیصلے شریعت کی روشنی میں کیئے، جسے فوج نے توڑ کر اپنے جمہوری فیصلے سنا کر زبردستی منوائے۔ ان تمام چیزوں کو آپ انٹرنیٹ پر سرچ کر کے تفصیل کے ساتھ دیکھ سکتے ہیں۔

سوال: آپ نے پاکستانی فوج کے ظلم کی طرف اشارہ کیا، اس کی کیا تفصیل ہے؟

جواب: محتاط اندازے کے مطابق پاکستان میں اس جنگ کے دوران تقریبا ۸۰ ہزار افراد شہید ہوئے ہیں۔ آپ انٹرنیٹ پر سرچ کرکے معلوم کرسکتے ہیں کہ پاکستان کے لگ بھگ ۱۰ ہزار افراد لاپتہ ہوئے اور ہزاروں جعلی مقابلوں میں مارے گئے، لاکھوں لوگ بے گھر ہوئے اور اس دوران ان کے گھر لوٹے گئے۔ جیلوں میں وقت گزارنے والے آپ کو ایسے قصے سنا سکتے ہیں کہ آپ گوانتانامو اور بگرام کو بھول جائیں گے۔ یہ سب پاکستانی فوج، ان کے خفیہ ادارے آئی ایس آئی، ایم آئی اور دیگر جواسیس کے کارنامے ہیں جو بہت ہی مختصر ذکر ہوئے۔ تفصیل دیکھنے کیلئے آپ تحریک طالبان پاکستان کی ویڈیوز اور یہ موضوعات انٹرنیٹ پر سرچ کرکے دیکھ سکتے ہیں۔

سوال: فوج کی طرف سے عوام کے ساتھ اتنے ظالمانہ رویئے کے پیچھے کیا راز تھا؟

جواب: پاکستانی فوج نے خود کو امریکہ کا فرنٹ لائن اتحادی کہہ رکھا تھا اور اس کو ثابت کرنے کیلئے کچھ کرنا تھا تاکہ امریکہ راضی ہو۔ دوسری جانب خود ان کا نظریہ یہ تھا کہ ہم پاکستان میں موجود اسلام کے نام لیواؤں کو ایسا سبق سکھائیں گے کہ وہ آئندہ اسلام کا نام نہیں لیں گے۔ لیکن وہ ان شاء اللہ ناکام ہیں۔

سوال: اس جنگ میں پاکستانی فوج کا ہونے والا خرچ کس نے اٹھایا؟

جواب: پاکستانی میڈیا چینلز کے مطابق اس جنگ پر ۱۵۰ ارب ڈالرز سے زائد اخراجات ہوئے۔ اس میں امریکہ نے ان کی وافر مقدار میں مدد کی ہے جس کی تفصیلات انٹرنیٹ پر دیکھی جاسکتی ہیں۔

سوال: آپ نے ذکر کیا کہ پاکستانی فوج و خفیہ اداروں نے علماء کو شہید کیا ہے، ان کے کیا نام ہیں؟

جواب: تمام علمائے کرام کا نام محال ہے، چند نام درج ذیل ہیں:

مولانا مفتی نظام الدین شامزئی رحمہ اللہ، مئی ۲۰۰۴ء کراچی

شیخ نصیب خان رحمہ اللہ، مئی ۲۰۱۲ء پشاور

شیخ القرآن مولانا ولی اللہ کابلگرامی رحمہ اللہ، دسمبر ۲۰۱۰ء دورانِ قید

غازی عبد الرشید رحمہ اللہ، مئی ۲۰۰۷ اسلام آباد

شیخ سلطان غنی عارف رحمہ اللہ

مولانا عادل خان رحمہ اللہ

مولانا عثمان خان یار رحمہ اللہ

علامہ یوسف لدھیانوی رحمہ اللہ

مولانا عبد المجید دین پوری رحمہ اللہ

علامہ علی شیر حیدری رحمہ اللہ

علامہ حقنواز جھنگوری رحمہ اللہ

یہ نام مشت نمونۂ خروار ہیں، اس کے علاوہ سینکڑوں علمائے کرام کو صعوبتوں بھرے قید میں رکھا اور انہیں ناقابل فراموش سزائیں دیں۔ ان سب کی وجہ یا تو یہ تھی کہ یہ علماء ملک میں اسلام کا نفاذ چاہتے تھے، بعض پاکستان کے مسلمانوں کو ایک پلیٹ فارم پر لاکر مسلمانوں کی ایک قوت بنانا چاہتے تھے اور بعض کو سیاسی مفادات یا بیرونی اشاروں پر شہید کیا گیا۔

سوال: تحریک طالبان پاکستان کیسے وجود میں آئی؟

جواب: ۲۰۰۱ء میں جب امارت اسلامیہ کی حکومت کا سقوط ہوا اور مجاہدین نے قبائل کی طرف ہجرت کی تو پاکستانی فوج نے ان مجاہدین کے خلاف آپریشن شروع کیا۔ یہ ۲۰۰۴ء کا سال تھا اور اس وقت دنیا نے کمانڈر نیک محمد وزیر رحمہ اللہ نامی ایک ایسے آدمی کو دیکھا جو ان فوجی آپریشنز کے آگے سینہ تان کر کھڑا ہو گیا، یہیں سے تحریک نفاذ شریعت کے بعد پاکستانیوں اور خصوصا قبائل میں جذبۂ جہاد کی نئی لہر دوڑ گئی۔ اس دوران کچھ جنگ ہوئی اور شکئ کا مشہور معاہدہ بھی ہوا مگر جون ۲۰۰۴ء میں نیک محمد کو امریکی ڈرون حملے میں شہید کر دیا گیا۔ ان کی شہادت نے اس جذبے میں نئی روح پھونکی اور اس دوران بیت اللہ

محسود شہید رحمہ اللہ بھی دنیا کے سامنے ایک جہادی قائد کی حیثیت سے نمودار ہو چکے تھے، یہ ۲۰۰۵ء اور ۲۰۰۶ء کا دورانیہ تھا، جس میں تقریباً تمام قبائلی اور بعض دیگر علاقوں میں مجاہدین اٹھ چکے تھے، مگر یہ صف منظم نہیں تھی اور نہ ہی ان کا کوئی ایک امیر تھا۔ تمام علاقائی جہادی امراء کو بھی یہ فکر تھی کہ ایک صف اور ایک امیر ہوں اور اسی سلسلے میں حکیم اللہ محسود رحمہ اللہ نے تمام قبائلی علاقوں کے دورے بھی کئے۔ بالآخر ۲۰۰۷ء کے اوائل میں وزیرستان سے حکیم اللہ محسود اور مفتی ولی الرحمن، ملاکنڈ سے مولانا فضل اللہ، باجوڑ ایجنسی سے مولانا فقیر محمد، مہمند ایجنسی سے عمر خالد خراسانی، درہ آدم خیل و خیبر ایجنسی سے طارق منصور آفریدی، اور کرزئی ایجنسی سے حافظ سعید خان سمیت پاکستان کے تقریباً تمام علاقوں کے مجاہدین نے اپنے اپنے قائد کے ساتھ بیت اللہ محسود رحمہ اللہ کے ہاتھ پر بیعت کرکے انہیں اپنا امیر مقرر کرلیا۔ اس تحریک نے اپنا مقصد نفاذِ اسلام اور محاذ پاکستان کو چُنا جو اب تک بحمد اللہ زندہ ہے۔

سوال: تحریک طالبان پاکستان نے اب تک عملی و نظریاتی طور پر کتنا کام کیا؟

جواب: پہلی بات نظریات کی کریں گے، جب سے پاکستان میں مجاہدین نے جہاد شروع کیا ہے، اس وقت سے پہلے اور بعد میں اگر دیکھیں تو پاکستان کے عام مسلمانوں میں کافی فرق محسوس ہوتا ہے۔ تحریک کے وجود میں آنے سے پہلے یہ کوئی جانتا ہی نہیں تھا کہ۔۔۔

ہم پر کونسا نظام نافذ ہے؟

ہم کس کے ہاتھوں بنائی گئی کتاب پر عمل پیرا ہیں؟

ہم عدالت جائیں تو جج کس کتاب میں دیکھ کر ہمارا مسئلہ حل کرتا ہے؟

یہ تک نہیں جانتے تھے کہ ہم عقیدوی طور پر اگر اس قانون کو تسلیم کریں تو از روئے شریعت ہمارا کیا حکم ہے؟

دوسری طرف تمام پاکستانی خصوصا قبائل و بلوچ فوجی بدمعاشیوں اور پولیس کی بداخلاقیوں سے اتنے تنگ آگئے تھے کہ یہ بیان کرنا ناممکن ہے، لیکن کسی کے پاس ان سے چھٹکارا پانے اور انتقام کیلئے نہ تو کوئی دلیل تھی اور نہ ہی وہ ایسا کچھ کرنا چاہتے تھے جس کی بڑی وجہ یہ تھی کہ وہ اسے کم از کم اسلامی اور ملک محافظ اہلکار سمجھتے تھے، تو تحریک طالبان پاکستان کے وجود میں آنے، ان کا مؤقف و دلائل سننے اور ان کے شرعی دوروں کے دروس میں وقت گزار کر پاکستانی شہری کم از کم یہ جان گئے کہ ہم پر جس قانون کے تحت فیصلے کئے جاتے ہیں، وہ اسلامی نہیں بلکہ کفری ہے۔ وہ فوج کے بارے میں جان گئے کہ یہ ایمان بیزار و دختر فروش اور ظالم فوج جو نمبر ا رہنے کے باوجود امریکہ کے غلام رہے، انہیں وطن کی بیٹیاں پیش کیں، اور قبائل و بلوچ میں امریکہ کے پیسوں سے انہی کے احکامات کے تحت آپریشنز کئے۔ آپ دیکھ سکتے ہیں کہ آج سے تقریباً اٹھارہ سال قبل قوم کے دل میں اس فوج کی کچھ نہ کچھ وقعت تھی، لیکن اس تحریک کے وجود میں آنے پر وہ بھی چلی گئی۔ اور اللہ کا کرنا یہ ہوا کہ اس کے بعد فوجی کرپشن، خفیہ کاروبار اور دیگر جنگی وسیاسی جرائم بھی آشکارا ہوئے اور ان کے خلاف مسلح تنظیموں کے ساتھ ساتھ غیر مسلح تنظیمیں بھی اٹھ کھڑی ہوئیں۔

میدان جنگ میں بھی تحریک کے مجاہدین نے تمام فوجی آپریشنز پر جوابی حملوں سمیت خیبر تا کراچی پاکستانی سیکیورٹی اداروں کو بھرپور حملوں کا نشانہ بنایا، جن میں GHQ، مہران ایئربیس، کراچی ایئرپورٹ، پشاور ایئرپورٹ، بڈھ بیر ایئربیس اور اسلام آباد، راولپنڈی، لاہور اور کراچی جیسے بڑے شہروں میں ان پر حملے کئے۔ اس کے علاوہ قبائلی علاقوں میں ان پر ایسے حملے ہوئے ہیں جو وہ ہمیشہ یاد رکھیں گے۔ اور ان تمام حملوں میں فوجی، ایف سی، پولیس، آئی ایس آئی، ایم آئی اور دیگر اداروں کے افسران واہلکار مارے گئے اور انہیں محتاط اندازے کے مطابق اربوں ڈالرز کا مالی نقصان بھی پہنچا۔

سوال: اوپر فوجی آپریشنز کا تذکرہ ہوا، یہ آپریشنز کب اور کہاں ہوئے؟

جواب: تحریک طالبان پاکستان کیخلاف پاکستانی فوج نے جو آپریشنز کئے، وہ درج ذیل ہیں:

آپریشن راہ حق ۲۰۰۷ء سوات، شانگلہ

آپریشن راہ حق دوم ۲۰۰۸ء سوات، شانگلہ

آپریشن صراط مستقیم ۲۰۰۸ء خیبر ایجنسی

آپریشن شیر دل ۲۰۰۸ء باجوڑ ایجنسی

آپریشن راہ حق سوم ۲۰۰۹ء سوات، شانگلہ

آپریشن بلیک تھنڈر سٹروم ۲۰۰۹ء بونیر، دیر، شانگلہ

آپریشن بریخنا ۲۰۰۹ء مہمند ایجنسی

آپریشن راہ راست ۲۰۰۹ء سوات

آپریشن راہ نجات ۲۰۰۹ء جنوبی وزیرستان

آپریشن ضرب عضب ۲۰۱۴ء شمالی وزیرستان

آپریشن خیبر ون ۲۰۱۴ء خیبر ایجنسی

آپریشن خیبر ٹو ۲۰۱۵ء خیبر ایجنسی

آپریشن ردالفساد ۲۰۱۷ء پورا پاکستان

اس کے علاوہ بھی فوج نے نام رکھے بغیر کئی آپریشنز کئے، جبکہ خفیہ ظالمانہ آپریشنز اس کے علاوہ ہیں۔

سوال: مجاہدین نے ان آپریشنز کے دوران کیا کیا؟

جواب: مجاہدین نے انتہائی بہادری سے ان آپریشنز کا جواب دیا اور ہزاروں فوجیوں، ان کے افسران و حوارین کو ہلاک و زخمی کیا اور خیبر تا کراچی انہیں مختلف صورتوں میں مالی نقصان بھی پہنچایا۔ اس جنگ کے واقعات کو اگر لکھا جائے تو ایک ایک واقعے پر دسیوں صفحے لکھے جاسکتے ہیں۔

سوال: کیا مجاہدین بھی شہید ہوئے؟

جواب: جی بلکل! جنگ میں شہداء کا ہونا عام ہے، سینکڑوں مجاہدین نے بھی جام شہادت نوش کیا اور کئی

زخمی بھی ہوئے۔

سوال: ان آپریشنز کے دوران عام شہریوں کا کیا حال رہا؟

جواب: عام شہریوں پر ظلم کے پہاڑ توڑے گئے، ہزاروں خاندان بے گھر ہوئے، ان کے گھروں سے کارآمد اشیاء فوجی پوسٹوں میں لیجائی گئیں، ۸۰ہزار کے لگ بھگ لوگ شہید ہوئے، ۱۰ہزار سے زائد لاپتہ ہوئے، ہزاروں جعلی مقابلوں میں مارے گئے، لوگوں کو ہیلی کاپٹرز سے پھینکا گیا، دودھ پیتے بچے قتل ہوئے۔ اس کے علاوہ مساجد و مدارس بمبار ہوئے اور کئی اسکولوں کو فوجیوں نے اپنی چوکیوں کے طور پر استعمال کرنا شروع کیا، ہزاروں بچوں کو تعلیم سے محروم کردیا گیا، بازاروں کو قبرستان بنادیا گیا۔ لوگوں کو اپنے ہی وطن میں رہنے کیلئے شناختی کارڈ کے علاوہ دو، تین کارڈز دکھانا پڑتے، اپنے ہی گھر آنے جانے کی اجازت مانگنا پڑتی۔ ان تمام باتوں کے بارے میں آپ انٹرنیٹ پر ویڈیوز دیکھ سکتے ہیں۔

سوال: تحریک طالبان پاکستان کے امراء کون تھے؟

جواب: ۲۰۰۷ء سے ۲۰۰۹ تک بیت اللہ محسود شہید رحمہ اللہ تھے۔ ۲۰۰۹ سے ۲۰۱۳ تک حکیم اللہ محسود شہید رحمہ اللہ اور ۲۰۱۳ سے ۲۰۱۸ تک مولانا فضل اللہ شہید رحمہ اللہ تھے۔ ۲۰۱۸ء سے اب (وقتِ کتابت) تک مفتی نور ولی محسود حفظہ اللہ ہیں۔

سوال: تحریک طالبان پاکستان کی موجودہ صورتحال کیا ہے؟

جواب: تحریک، اللہ کے فضل سے ایک منظم اور زندہ تنظیم ہے، جو اپنے تمامتر امتحانات، اونچ نیچ اور ایک سخت گیر دشمن، جو کسی انسانی و جنگی قوانین کی پاسداری سے بیزار ہے، سے نبرد آزما ہے اور بہت ہی کڑے دور سے نکل کر ایسی صورتحال میں ہے کہ دشمن ان کی کارروائیوں کے اعداد و شمار، وحدتِ صف اور ڈسپلن کو دیکھ کر انگشت بدندان ہے۔ ایک دور تحریک کی بلکل ابتداء کا تھا، جہاں وہ ملک کے کچھ حصے پر حاکم اور پورے ملک میں فعال تھے، ایک دور ہجرت، ڈرنز کی بمباروں، چھاپوں اور دیگر کئی طرح

کے امتحانات کا تھا، دشمن نے سمجھ لیا تھا کہ وہ تحریک کی کمر توڑ چکا ہے اور وہ ملک سے بھاگ چکا ہے، مگر ایسا نہیں تھا، بلکہ تحریک نے طویل صبر، استقامت اور سوچ بچار کے بعد بنیان مرصوص کی تصویر پیش کر کے دشمن کی نیندیں اڑا دیں اور اتنا حواس باختہ ہوا کہ جنگی چالیں بھول گیا۔

سوال: اب تو جہادِ پاکستان جاری ہے لیکن اسے جاری رکھنے کیلئے ہمیں کیا کرنا چاہئے؟

جواب: درج ذیل اقدامات اٹھانے چاہئیں:

- بچوں کو دینی تعلیمات سے آراستہ کریں
- بڑے ہوتے ہی جہادی تربیتیں حاصل کریں
- شرعی دوروں میں شریک ہوں
- جہادی ماحول نہ چھوڑیں
- اللہ کے دین کے نفاذ کا غم دل میں رکھیں۔

﴿چوتھی فصل﴾

دارالحرب و دارالاسلام، کفار کی قسمیں اور ان سے تعلقات

سوال: دارالاسلام کسے کہتے ہیں؟

جواب: جہاں اسلامی نظام و احکام جہراً کھلِ عام نافذ ہوں، اسے دارالاسلام کہتے ہیں۔

سوال: دارالحرب کسے کہتے ہیں؟

جواب: جہاں کفری احکام نافذ ہوں اسے دارالحرب یا دارالکفر کہتے ہیں۔ اس کے علاوہ اس کی دو شرائط اور بھی ہیں، کہ ایسا ملک جو دارالحرب کے بلکل پڑوس میں ہو اور اس میں مسلمانوں اور ذمیوں کیلئے وہ امن نہ ہو جو اسلامی حکومت میں تھا۔ (یہ مسئلہ بڑی کتابوں میں تفصیل کے ساتھ آئے گا)

سوال: دارالحرب میں رہنا کیسا ہے؟

جواب: گناہ ہے، مسلمانوں کو اسلامی سرزمین پر ہی رہنا چاہئے۔ اگر مجبور و محصور و معذور ہوں تو گناہ نہیں ہو گا۔

سوال: کفار کی کتنی قسمیں ہیں؟

جواب: کفار کی چار قسمیں ہیں:

(۱) **حربی:** وہ کافر جو مسلمانوں سے لڑتا ہے

(۲) **ذمی:** وہ جو اسلامی سرزمین پر اسلامی نظام کے تحت زندگی بسر کرتا ہے

(۳) **مستامن:** وہ جو زیادہ سے زیادہ ایک سال کا امن لیکر مسلمانوں کی سرزمین پر رہنے کیلئے آیا ہو، یا سفیر ہو

(۴) **معاهد:** جو دارالحرب میں مسلمانوں کے ساتھ کئے گئے ایک معاہدے کے تحت رہتا ہے۔

سوال: ان کے بارے میں مسلمانوں کو کیا حکم ہے؟

جواب: حربی کافر کو قتل کرنا جائز ہے، اس کے علاوہ کسی بھی کافر کو قتل کرنا جائز نہیں ہے، جب تک وہ اپنے وعدوں پر قائم رہیں۔

سوال: کیا اوپر ذکر کئے گئے کفار کے علاوہ بھی اور کفار ہیں؟

جواب: جی ہاں! یہود، نصاریٰ، مشرکین، مجوسی، سکھ، قادیانی، شیعہ اور مرتدین وغیرہ ہیں۔ لیکن اوپر ان کا ذکر مسلمانوں کی طرف متوجہ احکام کے اعتبار سے ہوا۔

سوال: کیا کفار سے تعلقات رکھنا جائز ہے؟

جواب: اہل ایمان کو کفار سے عقیدوی طور پر نفرت کرنے کا حکم ہے کہ ان کے باطل وشرکیہ نظریات وعقائد سے کھل کر نفرت کی جائے اور بوقت ضرورت ان سے لڑا جائے۔ لیکن اس کا مطلب یہ ہرگز نہیں کہ نعوذ باللہ اسلام نفرت کا دین ہے بلکہ اسلام نے کفار، جو مسلمانوں سے نہیں لڑتے، کے ساتھ ایک حد تک تعلقات کی اجازت دی ہے، جس کی تفصیل درج ذیل ہے:

(۱) **موالات:** اس کا معنیٰ دلی محبت کا ہے۔ دلی محبت اسلام نے صرف اور صرف مؤمن کی مؤمن کے ساتھ خاص کی ہے، کفار سے یہ تعلق قطعاً حرام ہے اور اس میں ایمان کے جانے کا خطرہ بھی ہے۔

(۲) **مواسات:** اس کا معنیٰ ہے، ظاہری ہمدردی و خیر خواہی۔ حربی کفار کے علاوہ تمام کفار سے یہ تعلق جائز ہے۔ مثلاً: کوئی کافر کسی کا پڑوسی ہے تو اس کے ساتھ اچھا برتاؤ کرنا جائز، بلکہ دعوت کی نیت سے بہتر عمل ہے۔

(۳) **مدارات:** اس کا معنیٰ ہے، ظاہری خوش خلقی اور ظاہری دوستی کہ کفار کی شر سے بچا جائے۔

(۴) **معاملات:** اس کا مطلب ہے کفار کے ساتھ تجارت کرنا، ان کے کارخانے میں کام کرنا یا انہیں

اپنے کارخانے میں کام کرنے کی جگہ دینا، یہ بھی جائز ہے۔ لیکن ایک تو یہ کہ اس میں مسلمانوں کو ضرر نہ ہو، جیسے: اسلحہ کی فیکٹری میں کام کرنا یا فوجی تعمیرات میں مزدوری کرنا وغیرہ۔ اور دوسرا یہ کہ حربی کفار نہ ہوں۔ مختصر یہ کہ ان سے دلی محبت بہر صورت ناجائز و موجب کفر ہے اور اس کے علاوہ کے تعلقات حربیوں کے علاوہ کفار کے ساتھ رکھنا جائز ہے بشرطیکہ مسلمانوں کو اس سے نقصان نہ ہو۔

سوال: کفار سے دلی محبت نہ کرنے یا نفرت کرنے پر اتنی سختی کیوں ہے؟

جواب: انسان خصوصا مسلمان کی زندگی کا مقصد اللہ تعالیٰ کی اطاعت و عبادت ہے تو دنیا کی تمامتر ضروریات و تعلقات وغیرہ اس کے تابع ہونے چاہئیں۔ جو لوگ اس عبادت و مقصودِ الٰہی کے مخالف ہیں تو ان سے دوستی ہو ہی نہیں سکتی اور اگر ہو گی بھی تو اتنی جتنی اللہ اور اس کے رسول نے اجازت دی ہے۔ بالفاظ دیگر ایمان کی تکمیل ہی اس وقت ہو گی جب انسان کی محبت و دوستی اور دشمنی و نفرت کو اللہ تعالیٰ کے تابع بنایا جائے۔

سوال: کیا کفار سے معاہدہ کرنا جائز ہے؟

جواب: جی ہاں! کفار سے معاہدہ کرنا جائز ہے۔

سوال: کن شرائط پر معاہدہ کرنا چاہئے؟

جواب: مجاہدین کا امیر زمان و مکان کے تقاضوں کو دیکھتے ہوئے ان سے معاہدہ کرے گا مگر یہ لازم ہے کہ معاہدہ ایسا ہو کہ اس میں اسلام، مسلمانوں اور مجاہدین کی بھلائی ہو اور اس میں اسلام کو قدموں تلے نہ روندا جائے۔

سوال: الولاء والبراء سے کیا مراد ہے؟

جواب: الولاء والبراء ملت ابراہیمی کا ایک اہم جز ہے، جس کا معنیٰ ہے مسلمانوں سے محبت کرنا اور ان سے دلی تعلقات رکھنا اور کفار سے نفرت کرنا اور ان سے بغض رکھنا۔ لیکن اس کا مطلب یہ ہرگز نہیں

کہ ان کے ساتھ اس حالت میں بھی لڑا جائے جب وہ غیر حربی ہوں بلکہ اس کا تعلق دل سے ہے۔
تعلقات کی مزید بحث اوپر گزر چکی ہے۔

﴿پانچویں فصل﴾

جمہوریت، سیکولرازم اور ارتداد

سوال: جمہوریت کسے کہتے ہیں؟

جواب: ایک ایسا نظامِ حکومت، جس میں حاکمیتِ اعلیٰ عوام کے پاس ہوتی ہے اور عوام ہی بالواسطہ یا بلاواسطہ ایک طریقے سے حکومت چلاتے ہیں۔ نظام میں عوام کی نمائندگی ہوتی ہے جو بالعموم ہر کچھ عرصہ بعد آزاد انتخابات کے ذریعے سے نمائندے چُن کر کی جاتی ہے۔ اس میں لوگوں کی آزاد اور مساوی نمائندگی ہوتی ہے۔

سوال: اس کا نظام حکومت کیا ہے؟

جواب: یہ ایک ایسا نظام حکومت ہے جس میں فیصلے اکثریت کی بنیاد پر ہوتے ہیں۔ حاکمیتِ اعلیٰ اللہ تعالیٰ کی بجائے لوگوں کے پاس ہوتی ہے جس میں علم و جہل، فسق و تقویٰ، عقل و جنون اور حتیٰ کہ کفر و اسلام کا کوئی لحاظ نہیں رکھا جاتا۔ بس اکثریت نے جس چیز کو حلال کہا وہ قانونی حلال اور جس کو حرام کہا وہ قانونی حرام ہوگی۔ قرآنی آیات اور احادیث مبارکہ کا اس کے قانونی و غیر قانونی ہونے میں کوئی دخل نہیں ہوگا۔

سوال: انتخابات سے کیا مراد ہے؟

جواب: اس کا لغوی معنی ہے کسی ایک شخص یا چیز کو چُننا۔ اور اصطلاحی معنے میں عام انتخابات ایک انتخابی عمل ہے جس میں ایک ملک کی حکومت چنی جاتی ہے اور عام انتخابات میں پورے ملک میں تمام نشستوں پر نئے انتخابات کرائے جاتے ہیں اور نئے سرے سے ارکان منتخب ہوتے ہیں۔

سوال: حاکمیت کیلئے کسی ایک شخص کا انتخاب کیسے کیا جاتا ہے؟

جواب: ووٹوں کے ذریعے، ملک بھر کے تمام حلقوں (انتخابات کیلئے تقسیم شدہ علاقوں) میں ایک یا اس سے زیادہ مراکز قائم کئے جاتے ہیں، جہاں ہر شخص جاکر اپنی پسند کے مطابق پارٹی کے رہنما کو (چاہے وہ کافر اور فاسق و فاجر ہی کیوں نہ) ایک پرچی کی شکل میں ووٹ دیتا ہے، جسے انتخاباتی صندوق / الیکشن بکس میں جمع کیا جاتا ہے۔ پھر پورے ملک کے ووٹس یعنی صندوقوں میں جمع شدہ پرچیوں کو گنا جاتا ہے تاکہ پتہ لگایا جائے کہ کس کے ووٹ زیادہ ہیں، پھر جس کے ووٹ زیادہ ہوں وہ ملک پر حاکم بن جاتا ہے۔ ووٹ ڈالنے والے اور جسے ووٹ دیا جاتا ہے، سب برابر ہوتے ہیں۔ علم و جہل اور اسلام و کفر کا اس سے کوئی لینا دینا نہیں ہوتا۔

سوال: کیا ووٹ دینا جائز ہے؟

جواب: نہیں، ووٹ دینا حرام اور کفری حکومت کی مدد کرنے کے مترادف ہے۔

سوال: کیا ووٹ کی شریعت میں کوئی حیثیت ہے؟

جواب: ووٹ کا اسلام یا اسلامی حکومت سے از روئے شریعت محمدی کوئی تعلق نہیں ہے۔ خیر القرون سے لیکر جمہوریت کی ایجاد تک اس کی دنیا میں کوئی مثال نہیں ملتی۔

سوال: پاکستان میں حکمران اور حکومت کے بننے اور کام کرنے کا طریقہ کیا ہے؟

جواب: پاکستان کے دارالحکومت اسلام آباد میں ایک مرکز ہے جسے پارلیمنٹ ہاؤس کہتے ہیں۔ پارلیمنٹ میں ۲۷۲ سیٹیں ہیں، جن میں سے ٦٠ سیٹوں پر خواتین اور ١٠ سیٹوں پر اقلیتوں (کفار) کا ہونا ضروری ہے۔ یہ ۲۷۲ نمائندے ووٹ ڈال کر وزیر اعظم مقرر کرتے ہیں، جس میں وزیر اعظم کے حق میں ۲/۳ یعنی دو تہائی اکثریت کا ہونا ضروری ہے۔

انتخابات میں ووٹوں کے ذریعے جو نمائندے منتخب ہوئے وہ وہاں بیٹھ کر ایک نئے حکم کو عوام پر نافذ

کرنے کیلئے ووٹ ڈالتے ہیں، اسے بِل پاس کرنا کہتے ہیں۔ یہ بِل بھی دو تہائی اکثریت یعنی ۹ میں سے ٦ نمائندوں کی رائے کی بنیاد پر پاس ہو گا۔ جب بِل پاس ہو گا تو صدر، وزیر اعظم اسے منظور کر کے عوام پر نافذ کرنے کا حکم دے گا۔ اب یہ حکم شرعی ہے یا غیر شرعی، جمہوریت میں یہ پوچھ تاچ کرنا ناجائز و غیر قانونی ہے اور اگر آپ نہیں مانیں گے تو مجرم قرار پائیں گے۔

سوال: بعض لوگ کہتے ہیں کہ ہماری جمہوریت اسلامی ہے، اس کے بارے میں کچھ بتائیں

جواب: اوپر ہم نے جمہوریت کہ تعریف ذکر کی، یہی وہ تعریف ہے جو اس کے بنانے والوں نے اس کیلئے وضع کی ہے نہ کہ وہ جو بعد میں خود سے بنائی جائے۔ اس کی مثال آپ یوں سمجھ لیں کہ ہمارے ہاں "علم الصرف و علم فقہ وغیرہ" کی تعریفیں کی جاتی ہیں، اب وہ تعریف معتبر ہو گی جو ان علوم کے واضعین نے کی ہیں یا ہم اس میں ردوبدل کر کے اپنے سے الگ تعریف کریں گے ؟۔جمہوریت کو اسلامی جمہوریت کہنا ایسا ہے جیسے کوئی بت خانے اور شراب خانے کو اسلامی کہے۔

سوال: جیسا کہ کچھ لوگوں کا کہنا ہے کہ ہم اس راہ پر چلتے ہوئے اسلامی حکومت لانا چاہتے ہیں، کیا یہ ممکن ہے؟

جواب: کسی شرعی حکم کو بجالانے کیلئے تین چیزوں کا ہونا ضروری ہے:

(۱) **مقصد:** یعنی مقصد شرعی ہو

(۲) **منبع:** یعنی اس کا ثبوت شریعت سے ملتا ہو

(۳) **طریق:** یعنی مذکورہ عمل اس راستے پر چل کر کیا جائے جو شریعت نے ہمیں دکھایا ہے۔

اس بات کے قائلین کا مقصد تو نیک ہے مگر منبع و طریقہ درست نہیں ہے۔ بالفاظ دیگر امرِ شرعی کیلئے دو چیزوں کا ہونا ضروری ہے:

(۱) اللہ کا حکم (۲) نبی علیہ الصلوۃ والسلام کا طریقہ

اب یہ لوگ بظاہر تو اللہ کا ایک حکم بجالا رہے ہیں کہ اللہ کا نظام نافذ کرنا ہے لیکن طریقہ پیغمبری نہیں جس کی وجہ سے درجنوں فتنے جنم لے رہے ہیں۔ اور یہ تجربے سے بھی ثابت ہے کہ اسلام کو نافذ کرنے کیلئے یہ راستہ غلط ہے۔

سوال: کیا خاتون یا غیر مسلم کا مسلمانوں کی کسی جماعت، یا علاقے کا سربراہ بننا جائز ہے؟

جواب: قطعاً نہیں، بلکہ یہ قرآنی آیتوں کی صریح مخالفت ہے۔

سوال: جمہوریت کے کفر ہونے کی بنیادی وجوہات کیا ہیں؟

جواب: اس کے کئی وجوہات ہیں، چند نمایاں وجوہات درج ذیل ہیں:

- اس میں انسانی عقل کو وحی پر فوقیت دی گئی ہے
- اللہ تعالیٰ کی ایک صفت (امر / حاکمیت) کو غیر اللہ (پارلیمنٹ) کو دی گئی ہے
- اس میں مسلمان و کافر کو برابر سمجھنا لازم ہے
- اس میں کافر و خاتون کا حاکم بننا جائز اور اسلام میں حرام ہے
- اس میں شریعت کی اطاعت سے آزادی ہے
- اس میں مساوات بلا تفریق ہیں
- اس میں اخوت بین الاقوام المتفرقہ (یعنی مسلمانوں اور کفار کے مابین بھائی چارگی ہے)
- یہ تمام باتیں اسلام کے سراسر مخالف ہیں

سوال: علماء کرام اس نظام کے بارے میں کیا کہتے ہیں؟

جواب:

مولانا محمد ادریس کاندھلوی رحمہ اللہ — شاہ ولی اللہ محدث دہلوی رحمہ اللہ

علامہ سید سلیمان ندوی رحمہ اللہ — مولانا اشرف علی تھانوی رحمہ اللہ

مفتی محمود حسن گنگوہی رحمہ اللہ | قاری طیب دیوبندی رحمہ اللہ

مولانا سلیم اللہ خان رحمہ اللہ | مفتی رشید احمد لدھیانوی رحمہ اللہ

مفتی نظام الدین شامزئی رحمہ اللہ | مولانا یوسف لدھیانوی شہید رحمہ اللہ

شیخ القرآن ولی اللہ کابلگرامی رحمہ اللہ | مفتی حمید اللہ جان رحمہ اللہ

مولانا عبد العزیز غازی حفظہ اللہ | مولانا شاہ محمد حکیم اختر رحمہ اللہ

ان تمام علمائے کرام نے اس نظام کو کفری یا باطل قرار دیا ہے اور اس راستے سے اسلام نافذ ہونے کو ناممکن کہا ہے۔

اس کے علاوہ تحریک طالبان پاکستان کے سابق امیر شہید مولانا فضل اللہ، سابق نائب امیر شہید شیخ خالد حقانی، سابق امیرِ شوریٰ شہید قاری شکیل احمد حقانی، استاذ المجاہدین شیخ گل محمد باجوڑی، قاضی حماد اور شیخ الحدیث مولانا صلاح الدین شانگلوی سمیت مختلف علماء کرام کی اس موضوع پر کتابیں، تحاریر و تقاریر موجود ہیں۔

سوال: اس نظام کے ماننے والوں کا کیا حکم ہے؟

جواب: اولاً مسلمانوں پر لازم ہے کہ اس نظام کے بارے میں مطالعہ کریں اور اس سے برائت کا اعلان کریں۔ اگر وہ جہل کی وجہ سے اس میں مبتلاء ہیں تو وہ گنہگار ہیں، اللہ ان کے حال پر رحم فرمائے۔ اور اگر کوئی جان کر بھی اس کو قبول کرتا ہے اور اسلام کے مقابلے میں اس کو ترجیح دیتا ہے تو وہ معاذاللہ کافر ہو گا۔

سوال: سیکولرازم کسے کہتے ہیں؟

جواب: سیکولرازم سے مراد دنیوی امور سے مذہبی تصورات اور مذہب کو نکالنا ہے۔ یعنی کہ کسی قانون سازی میں یا کسی تنازعے کے فیصلے میں اسلامی اصول وضوابط کا کوئی خیال نہ رکھا جائے۔ اسے لادینیت بھی کہا جاتا ہے اور یہ جمہوریت کیلئے بہت ہی کارآمد نظریہ ہے۔ آج کل دنیا میں اس سے ملتے جلتے اور

بھی نظریات لوگوں میں کافی حد تک سرایت کر چکے ہیں۔

سوال: جمہوریت اور اس کے علاوہ دیگر موجودہ باطل نظریات کے خلاف ہمیں کیا کرنا چاہئے؟

جواب:

- سب سے پہلے تو ہمیں ان نظاموں کا مطالعہ کرنا چاہئے
- اس کے مقابل اس سلسلے میں اسلامی احکامات کا مطالعہ کرنا چاہئے
- سوشل میڈیا کا استعمال کرتے ہوئے انہیں جوابات دینے چاہئیں
- اس کے خلاف ہمیں دعوتی سلسلے چلانے چاہئیں
- شرعی دوروں اور مجاہدین کے عام اساتذہ سے اس بارے سوالات کرنے چاہئیں
- ان کے محافظین اور جو لوگ بزورِ بازو اس کا پرچار کر رہے ہیں، کے خلاف ہمیں جہاد کرنا چاہئے، جو ہم بحمد اللہ پاکستان کے محاذ پر کر رہے ہیں۔

سوال: مرتد کسے کہتے ہیں؟

جواب: جو شخص ایمان لانے کے بعد اپنی مرضی سے کافر ہو جائے، اسلام کے کسی قطعی حکم سے انکار کرے تو اسے مرتد کہتے ہیں۔

سوال: مرتدین سب سے پہلے کس دور میں نمودار ہوئے؟

جواب: ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ کے دور خلافت میں۔

سوال: مرتد کا کیا حکم ہے؟

جواب: مرتد مرد تین دن کی مہلت کے بعد بہر حال واجب القتل ہے۔ البتہ گر اس کے دوبارہ اسلام لانے اور کفر سے باز رہنے کا امکان ہو تو اسے دعوت دینا واجب ہے۔

مرتد کا مال اس کا نہیں رہتا، اس کے اعمال برباد ہو جاتے ہیں اور اگر اسی حالت میں مرا تو ہمیشہ کیلئے جہنم

میں رہے گا۔ معاذاللہ۔

سوال: کیا خاتون مرتدہ کو بھی قتل کیا جائے گا؟

جواب: نہیں، بلکہ اسے قید میں رکھا جائے گا یہاں تک کہ وہ مسلمان ہو جائے یا مر جائے۔

سوال: مسلمان کن وجوہات کی بنا پر مرتد ہو جاتا ہے؟

جواب: ایمان لانے کے بعد:

- اللہ تعالیٰ کے ساتھ شرک کرنے سے
- دین یا پیغمبر کو گالی دینے سے
- اسلام کے مقابلے میں کسی اور دین اور نظام کو بہتر کہنے سے
- اتفاقی حلال کو حرام اور اتفاقی حرام کو حلال کہنے سے۔
- اس کے علاوہ دیگر نواقض الایمان بڑی کتابوں میں آجائیں گے۔

﴿چھٹی فصل﴾

اتفاق واتحاد اور نظم وضبط

سوال: اتفاق واتحاد کسے کہتے ہیں؟

جواب: کئی لوگوں کا ایک مسئلے پر بحث کرنے کے بعد ایک بات پر راضی ہونے کو اتفاق کہتے ہیں۔ اتحاد ایک ہونے کو کہتے ہیں اور اس کا معنیٰ بھی اتفاق سے ملتا جلتا ہے۔

سوال: اتفاق واتحاد میں رہنا کیوں ضروری ہے؟

جواب:

- سب سے پہلے تو یہ اللہ کا حکم ہے
- اللہ کے رسول کا حکم وطریقہ کار ہے
- اس سے دشمن پر رعب پڑتا ہے
- مجاہدین کا دبدبہ قائم رہتا ہے
- مل جل کر کام کرنے میں وقت ومشقت کم لگتے ہیں، جبکہ الگ الگ کام کرنے میں وقت زیادہ ضائع ہوتا ہے اور کام کے رہ جانے بھی اندیشہ ہوتا ہے۔
- اس کے علاوہ بھی اس کے بے شمار فوائد ہیں۔

سوال: جہاد میں اس کی کیا اہمیت ہے؟

جواب: اللہ رب العزت نے قرآن مجید کی سورۃ الصف کی آیت نمبر ۴ میں ان مجاہدین کی تعریف کی ہے جو اتفاق واتحاد میں رہتے ہوئے جہاد کرتے ہیں اور انہیں اختلاف سے منع فرمایا ہے۔ تجربے سے بھی یہی ثابت ہے کہ اتفاق کے بغیر مجاہدین ناکام رہے ہیں۔ اتفاق کے بغیر ایک گھر نہیں چل سکتا تو ایک

جہادی تحریک کیسے چلے گی؟ مختصر یہ کہ جہاد میں اسلحے سے زیادہ اتفاق واتحاد کی ضرورت ہے۔

سوال: کیا اتفاق صرف جہادی امور میں ضروری ہے؟

جواب: نہیں، بلکہ اس کی ضرورت ہر گھر، ہر ادارے اور ہر تحریک کو ہے۔

سوال: نظم وضبط سے کیا مراد ہے؟

جواب: اس سے مراد یہ ہے کہ ہر کام کیلئے وقت، اہل مسئول، جگہ اور کام کرنے کے افراد مقرر کئے جائیں۔

سوال: عام زندگی یا جہاد اس کی کوئی مثال ہے؟

جواب: جہاد میں اس کی مثال یوں لیں کہ ۵۰ مجاہدین ایک جنگ کیلئے گئے۔ نظم وضبط اور تقسیم کاریوں ہوا کہ ۲۰ براہ راست دشمن کا مقابلہ کریں گے۔ ۱۰ دفاع کیلئے مخصوص جگہ پر بیٹھیں گے۔ ۱۰ زخمیوں کا علاج کریں گے اور ۱۰ کھانے پینے کا اہتمام کریں گے۔ اب اگر خدانخواستہ ان میں سے کھانے پینے کا اہتمام کرنے والوں یا دفاع والوں میں سے کسی نے بھی کوتاہی کی، اپنے کام میں سستی کی یا پھر صحیح وقت پر اپنے کام کیلئے حاضر نہ ہوئے تو نقصان کس کا ہوگا؟ ۵۰ کے ۵۰ مجاہدین کا۔

عام زندگی میں ایک تعلیمی ادارے کی مثال دیتے ہیں، جہاں کل ۱۰ افراد کا عملہ ہے۔ پانچ شعبۂ کتب کے اساتذہ ہیں، دو شعبۂ حفظ کے، ایک شعبۂ ناظرہ کا، جبکہ دو خادم ہیں۔ اب اگر خادم پڑھانے بیٹھے گا یا کوئی استاد وقت پر حاضر نہ ہو، یا مدرسے کیلئے صحیح جگہ اور وقت کا اہتمام نہ ہوا ہو تو یہ نقصان کا باعث بنے گا۔ اور جب اتنے سارے لوگوں کا نقصان ہوگا تو ظاہر ہے کہ وہاں تلخ کلامی ہوگی اور دلوں کو چوٹ پہنچے گی جس سے اولاً تو نظم وضبط خراب ہوگا اور پھر ان افراد کے مابین اتفاق نہیں رہے گا، جس سے سارا کام بگڑ جائے گا۔

سوال: نظم وضبط میں رہنا کیوں ضروری ہے؟

جواب: نظم وضبط ہمارے بنیادی ستونوں میں سے ایک ستون ہے، اگر یہ نہیں تو کوئی مسئول، کوئی مجاہد اور

کوئی بھی عام فرد اپنا کام ٹھیک طرح نہیں کرپائے گا اور ہر کوئی دوسرے کے کام میں مداخلت کرے گا تو اس سے جہاد کو نقصان ہوگا اور اگر یہ ہے تو جہاد بھی رہے گا۔

سوال: تحریک طالبان پاکستان کا نظم وضبط کیسا ہے؟

جواب: تحریک طالبان پاکستان اللہ کے فضل سے ایک منظم جماعت ہے۔ نظم ضبط یوں ہے کہ تمام تحریک کا ایک امیر ہے، امیر صاحب کے ساتھ رہبری شوریٰ ہے اور اس کے بعد مختلف وزارتوں کے وزراء ہیں۔ دو نظامی کمیشنز، والی حضرات (گورنرز) ولایتی شوریٰ، مسئولینِ تحصیل (ولسوالی) اور اس کے بعد گروپ لیڈرز (دلگی مشران) ہیں۔ بالترتیب ہر ماتحت اپنے مافوق کو جوابدہ ہے۔ امیر مخصوص طریقے سے اپنے ماتحتوں اور وزراء کو اوامر جاری کرتے ہیں۔ تمام مسئولین کا احتساب ہوتا ہے جس سے کارکردگی کا اندازہ لگایا جاتا ہے۔ یہ تحریک کا مختصر ڈھانچہ ہے، مزید آپ تحریک کا لائحہ دیکھ سکتے ہیں جو آپ کو آپکے علاقے کا مسئول فراہم کرسکتا ہے۔

سوال: نظم وضبط برقرار رکھنے کیلئے کونسے امور لازم ہیں؟

جواب: سب سے پہلے:

- دل میں اللہ کا خوف ہونا چاہئے
- اخلاص وللّٰہیت ہونی چاہئے
- امیر کی اطاعت کرنی چاہئے
- اجتماعیت اور اتفاق واتحاد کا خیال رہے
- ذاتی خواہشات ومفادات کو دبایا جائے
- سب سے بڑھ کر اپنی تحریک جہاد کے مفادات کا خیال رکھنا چاہئے۔

﴿ساتویں فصل﴾

جہاد کے بارے میں چند آیات

قتال کی فرضیت:

كُتِبَ عَلَيْكُمُ الْقِتَالُ وَهُوَ كُرْهٌ لَكُمْ وَعَسٰى أَنْ تَكْرَهُوا شَيْئًا وَهُوَ خَيْرٌ لَكُمْ وَعَسَى أَنْ تُحِبُّوا شَيْئًا وَهُوَ شَرٌّ لَكُمْ وَاللّٰهُ يَعْلَمُ وَأَنْتُمْ لَا تَعْلَمُونَ

ترجمہ: فرض ہوئی تم پر لڑائی اور وہ بری لگتی ہے تم کو، اور شاید کہ بری لگے تم کو ایک چیز اور وہ بہتر ہو تمہارے حق میں، اور شاید تم کو بھلی لگے ایک چیز اور وہ بری ہو تمہارے حق میں، اور اللہ جانتا ہے اور تم نہیں جانتے۔(سورۃ البقرۃ۔۲۱۶)

ہجرت و جہاد:

إِنَّ الَّذِينَ آمَنُوا وَالَّذِينَ هَاجَرُوا وَجَاهَدُوا فِي سَبِيلِ اللّٰهِ أُولٰئِكَ يَرْجُونَ رَحْمَةَ اللّٰهِ وَاللّٰهُ غَفُورٌ رَحِيمٌ

ترجمہ: بے شک جو لوگ ایمان لائے اور جنہوں نے ہجرت کی اور لڑے اللہ کی راہ میں وہ امیدوار ہیں اللہ کی رحمت کے اور اللہ بخشنے والا مہربان ہے۔(سورۃ البقرۃ۔۲۱۸)

جنت کیلئے ابتلاء شرط ہے:

أَمْ حَسِبْتُمْ أَنْ تَدْخُلُوا الْجَنَّةَ وَلَمَّا يَعْلَمِ اللّٰهُ الَّذِينَ جَاهَدُوا مِنْكُمْ وَيَعْلَمَ الصَّابِرِينَ

ترجمہ: کیا تم کو خیال ہے کہ داخل ہو جاؤ گے جنت میں اور ابھی تک معلوم نہیں کیا اللہ نے جو لڑنے والے ہیں تم میں، اور معلوم نہیں کیا ثابت رہنے والوں کو۔ (سورۃ آل عمران-۱۴۲)

فضیلت مجاہد:

لَا يَسْتَوِي الْقَاعِدُونَ مِنَ الْمُؤْمِنِينَ غَيْرُ أُولِي الضَّرَرِ وَالْمُجَاهِدُونَ فِي سَبِيلِ ال له بِأَمْوَالِهِمْ وَأَنْفُسِهِمْ فَضَّلَ اللّٰهُ الْمُجَاهِدِينَ بِأَمْوَالِهِمْ وَأَنْفُسِهِمْ عَلَى الْقَاعِ دِينَ دَرَجَةً وَكُلًّا وَعَدَ اللّٰهُ الْحُسْنَىٰ وَفَضَّلَ اللّٰهُ الْمُجَاهِدِينَ عَلَى الْقَاعِدِينَ أَجْرًا عَظِيمًا

ترجمہ: برابر نہیں بیٹھ رہنے والے مسلمان جن کو کوئی عذر نہیں، اور وہ مسلمان جو لڑنے والے ہیں اللہ کی راہ میں اپنے مال سے اور جان سے، اللہ نے بڑھادیا لڑنے والوں کا اپنے مال اور جان سے بیٹھ رہنے والوں پر درجہ، اور ہر ایک سے وعدہ کیا اللہ نے بھلائی کا، اور زیادہ کیا اللہ نے لڑنے والوں کو بیٹھ رہنے والوں سے اجر عظیم میں۔(سورۃ النساء-۹۵)

مہاجر کی فضیلت:

وَمَنْ يُهَاجِرْ فِي سَبِيلِ اللَّهِ يَجِدْ فِي الْأَرْضِ مُرَاغَمًا كَثِيرًا وَسَعَةً ۚ وَمَنْ يَخْرُجْ مِنْ بَيْتِهِ مُهَاجِرًا إِلَى اللَّهِ وَرَسُولِهِ ثُمَّ يُدْرِكْهُ الْمَوْتُ فَقَدْ وَقَعَ أَجْرُهُ عَلَى اللَّهِ ۗ وَكَانَ اللَّهُ غَفُورًا رَحِيمًا

ترجمہ: اور جو کوئی وطن چھوڑے اللہ کی راہ میں، پائے گا اس کے مقابلے میں جگہ بہت اور کشائش، اور جو کوئی نکلے اپنے گھر سے ہجرت کر کے اللہ اور رسول کی طرف پھر آ پکڑے اس کو موت تو مقرر ہو چکا اس ثواب اللہ کے ہاں، اور ہے اللہ بخشنے والا مہربان۔(سورۃ النساء-۱۰۰)

مالِ غنیمت:

يَسْئَلُوْنَكَ عَنِ الْاَنْفَالِ قُلِ الْاَنْفَالُ لِلّٰهِ وَ الرَّسُوْلِ فَاتَّقُوا اللّٰهَ وَ اَصْلِحُوْا ذَاتَ بَيْنِكُمْ وَ اَطِيْعُوا اللّٰهَ وَ رَسُوْلَهٗٓ اِنْ كُنْتُمْ مُّؤْمِنِيْنَ

ترجمہ: تجھ سے پوچھتے ہیں حکم غنیمت کا، تو کہہ دے کہ مالِ غنیمت اللہ کا ہے اور رسول کا، سوڈرو اللہ سے اور صلح کرو آپس میں، اور حکم مانو اللہ کا اور اس کے رسول کا اگر ایمان رکھتے ہو۔ (سورۃ الانفال۔۱)

اللہ، رسول اور جہاد سے محبت:

قُلْ اِنْ كَانَ اٰبَآؤُكُمْ وَ اَبْنَآؤُكُمْ وَ اِخْوَانُكُمْ وَ اَزْوَاجُكُمْ وَ عَشِيْرَتُكُمْ وَ اَمْوَالُ اقْتَرَفْتُمُوْهَا وَ تِجَارَةٌ تَخْشَوْنَ كَسَادَهَا وَ مَسٰكِنُ تَرْضَوْنَهَاۤ اَحَبَّ اِلَيْكُمْ مِّنَ اللّٰهِ وَ رَسُوْلِهٖ وَ جِهَادٍ فِيْ سَبِيْلِهٖ فَتَرَبَّصُوْا حَتّٰى يَاْتِيَ اللّٰهُ بِاَمْرِهٖ ؕ وَ اللّٰهُ لَا يَهْدِي الْقَوْمَ الْفٰسِقِيْنَ ۠

ترجمہ: تو کہہ دے اگر تمہارے باپ اور بیٹے اور بھائی اور عورتیں اور برادری اور مال جو تم نے کمائے ہیں اور سوداگری جس کے بند ہونے سے تم ڈرتے ہو اور حویلیاں جن کو پسند کرتے ہو، تم کو زیادہ پیاری ہیں اللہ سے اور اس کے رسول سے اور لڑنے سے اس کی راہ میں تو انتظار کرو یہاں تک کہ بھیجے اللہ اپنا حکم، اور اللہ راستہ نہیں دیتا نافرمان لوگوں کو۔ (سورۃ التوبۃ، ۲۴)

ہر حال میں جہاد:

اِنْفِرُوْا خِفَافًا وَّثِقَالًا وَّجَاهِدُوْا بِأَمْوَالِكُمْ وَأَنْفُسِكُمْ فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ ذٰلِكُمْ خَيْرٌ لَّكُمْ إِنْ كُنْتُمْ تَعْلَمُوْنَ۔

ترجمہ: نکلو ہلکے اور بوجھل اور لڑو اپنے مال سے اور جان سے اللہ کی راہ میں، یہ بہتر ہے تمہارے حق میں اگر تم کو سمجھ ہے۔ (سورۃ التوبۃ ۴۱)

کفار و منافقین کے ساتھ سختی:

يٰۤاَيُّهَا النَّبِيُّ جَاهِدِ الْكُفَّارَ وَالْمُنٰفِقِيْنَ وَاغْلُظْ عَلَيْهِمْ وَ مَاْوٰىهُمْ جَهَنَّمُ وَ بِئْسَ الْمَصِيْرُ۔

ترجمہ: اے نبی! لڑائی کر کافروں سے اور منافقوں سے اور تندخوئی کر ان پر اور ان کاٹھکانہ دوزخ ہے اور وہ براٹھکانہ ہے۔ (سورۃ التوبۃ۔ ۷۳)

مجاھدین فلاح پانے والے ھیں:

لَٰكِنِ الرَّسُولُ وَالَّذِينَ آمَنُوا مَعَهُ جَاهَدُوا بِأَمْوَالِهِمْ وَأَنفُسِهِمْ ۚ وَأُولَٰئِكَ لَهُمُ الْخَيْرَاتُ ۖ وَأُولَٰئِكَ هُمُ الْمُفْلِحُونَ۔

ترجمہ: لیکن رسول اور جو لوگ ایمان لائے ہیں ساتھ اس کے، وہ لڑے ہیں اپنے مال اور جان سے اور انہی کیلئے ہیں خوبیاں، اور وہی ہیں مراد کو پہنچنے والے۔ (سورۃ التوبۃ ۸۸)

جھاد میں تجاوز منع ھے:

وَ قَاتِلُوْا فِیْ سَبِیْلِ اللّٰہِ الَّذِیْنَ یُقَاتِلُوْنَکُمْ وَ لَا تَعْتَدُوْا ؕ اِنَّ اللّٰہَ لَا یُحِبُّ الْمُعْتَدِیْنَ۔

ترجمہ: اور لڑو اللہ کی راہ میں ان لوگوں سے جو لڑتے ہیں تم سے اور کسی پر زیادتی مت کرو، بے شک اللہ تعالیٰ ناپسند کرتا ہے زیادتی کرنے والوں کو۔ (سورۃ البقرۃ۔ ۱۹۰)

اللہ کی راہ میں موت:

وَلَئِنْ قُتِلْتُمْ فِیْ سَبِیْلِ اللّٰہِ اَوْ مُتُّمْ لَمَغْفِرَۃٌ مِّنَ اللّٰہِ وَرَحْمَۃٌ خَیْرٌ مِّمَّا یَجْمَعُوْنَ۔

ترجمہ: اور اگر تم مارے گئے اللہ کی راہ میں یا مر گئے تو بخشش اللہ کی اور مہربانی اس کی بہتر ہے اس چیز سے جو وہ جمع کرتے ہیں۔ (آل عمران-۱۵۷)

شھید:

وَلَا تَحْسَبَنَّ الَّذِينَ قُتِلُوا فِي سَبِيلِ اللَّهِ أَمْوَاتًا بَلْ أَحْيَاءٌ عِنْدَ رَبِّهِمْ يُرْزَقُونَ

ترجمہ: اور تو نہ سمجھ ان لوگوں کو جو مارے گئے اللہ کی راہ میں، مردے، بلکہ وہ زندہ

ہیں اپنے رب کے پاس کھاتے پیتے۔ (آل عمران۔۱۶۹)

اللہ اور طاغوت کی راہ میں لڑنے والے:

اَلَّذِیْنَ اٰمَنُوْا یُقَاتِلُوْنَ فِیْ سَبِیْلِ اللّٰہِ ۚ وَ الَّذِیْنَ کَفَرُوْا یُقَاتِلُوْنَ فِیْ سَبِیْلِ الطَّاغُوْتِ فَقَاتِلُوْٓا اَوْلِیَآءَ الشَّیْطٰنِ ۚ اِنَّ کَیْدَ الشَّیْطٰنِ کَانَ ضَعِیْفًا

ترجمہ: جو لوگ ایمان والے ہیں سو لڑتے ہیں اللہ کی راہ میں اور جو کافر ہیں سو لڑتے ہیں شیطان کی راہ میں، سو لڑو تم شیطان کے حمایتیوں سے، بے شک فریب شیطان کا سست ہے۔ (سورۃ النساء۔۷۶)

اتفاق و اتحاد:

وَاعْتَصِمُوْا بِحَبْلِ اللّٰہِ جَمِیْعًا وَّلَا تَفَرَّقُوْا وَاذْکُرُوْا نِعْمَتَ اللّٰہِ عَلَیْکُمْ اِذْ کُنْتُمْ أَعْدَآءً فَأَلَّفَ بَیْنَ قُلُوْبِکُمْ فَأَصْبَحْتُمْ بِنِعْمَتِہٖٓ إِخْوَانًا ۚ وَکُنْتُمْ عَلٰی شَفَا حُفْرَۃٍ مِّنَ النَّارِ فَأَنْقَذَکُمْ مِّنْھَا ؕ کَذٰلِکَ یُبَیِّنُ اللّٰہُ لَکُمْ اٰیٰتِہٖ لَعَلَّکُمْ تَھْتَدُوْنَ

ترجمہ: اور مضبوط پکڑو رسی اللہ کی سب ملکر، اور پھوٹ نہ ڈالو اور یاد کرو احسان اللہ کا اپنے اوپر جبکہ تھے تم آپس میں دشمن، پھر الفت دی تمہارے دلوں میں اب ہو گئے اس کے فضل سے بھائی، اور تم تھے کنارے پر ایک آگ کے گڑھے کے، پھر تم کو اس سے نجات دی، اسی طرح کھولتا ہے اللہ تم پر آیتیں تا کہ تم راہ پاؤ۔ (آل عمران۔۱۰۳)

الولاء والبراء:

قَدْ كَانَتْ لَكُمْ أُسْوَةٌ حَسَنَةٌ فِي إِبْرَاهِيمَ وَالَّذِينَ مَعَهُ إِذْ قَالُوا لِقَوْمِهِمْ إِنَّا بُرَآءُ مِنكُمْ وَمِمَّا تَعْبُدُونَ مِن دُونِ اللَّهِ كَفَرْنَا بِكُمْ وَبَدَا بَيْنَنَا وَبَيْنَكُمُ الْعَدَاوَةُ وَالْبَغْضَاءُ أَبَدًا حَتَّىٰ تُؤْمِنُوا بِاللَّهِ وَحْدَهُ إِلَّا قَوْلَ إِبْرَاهِيمَ لِأَبِيهِ لَأَسْتَغْفِرَنَّ لَكَ وَمَا أَمْلِكُ لَكَ مِنَ اللَّهِ مِن شَيْءٍ ۖ رَّبَّنَا عَلَيْكَ تَوَكَّلْنَا وَإِلَيْكَ

أَنَبْنَا وَإِلَيْكَ الْمَصِيرُ

ترجمہ: تم کو چال چلنی چاہئے اچھی ابراہیم کی اور جو اس کے ساتھ تھے، جب انہوں نے کہا اپنی قوم کو ہم الگ ہیں تم سے اور ان سے کہ جن کو تم پوجتے ہو اللہ کے سوا، ہم منکر ہوئے تم سے اور کھل پڑی ہم میں اور تم میں دشمنی اور بیر ہمیشہ کو، یہاں تک کہ تم یقین لاؤ اللہ اکیلے پر۔ مگر ایک کہنا ابراہیم کا اپنے باپ کو کہ میں مانگوں گا معافی تیرے لئے اور مالک نہیں میں تیرے نفع کا اللہ کے ہاتھ سے کسی چیز کا، اے رب ہمارے! ہم نے تجھ پر بھروسہ کیا اور تیری طرف رجوع ہوئے اور تیری طرف ہیں سب کو پھر آنا۔ (سورۃ الممتحنۃ۔ ۴)

کفار سے دوستی منع ہے:

يَا أَيُّهَا الَّذِيْنَ آمَنُوْا لَا تَتَّخِذُوْا الْيَهُوْدَ وَالنَّصَارٰى أَوْلِيَآءَ بَعْضُهُمْ أَوْلِيَآءُ بَعْضٍ وَمَنْ يَّتَوَلَّهُمْ مِّنْكُمْ فَإِنَّهُ مِنْهُمْ إِنَّ اللهَ لَا يَهْدِى الْقَوْمَ الظَّالِمِيْنَ

ترجمہ: اے ایمان والو! مت بناؤ یہود اور نصاریٰ کو دوست، وہ آپس میں دوست ہیں ایک دوسرے کے اور جو کوئی تم میں سے دوستی کرے ان سے تو وہ انہی میں ہے۔ اللہ ہدایت نہیں کرتا ظالم لوگوں کو۔ (سورۃ المائدۃ۔ ۵۱)

﴿آٹھویں فصل﴾

جہاد کے بارے میں چند احادیث

جہاد سے مؤمن کا درجہ بڑھتا ہے:

عَنْ أَبِي سَعِيدٍ الْخُدْرِيِّ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: يَا أَبَا سَعِيدٍ مَنْ رَضِيَ بِاللَّهِ رَبًّا وَبِالإِسْلاَمِ دِينًا وَبِمُحَمَّدٍ نَبِيًّا وَجَبَتْ لَهُ الْجَنَّةُ۔ فَعَجِبَ لَهَا أَبُو سَعِيدٍ فَقَالَ أَعِدْهَا عَلَيَّ يَا رَسُولَ اللَّهِ فَفَعَلَ ثُمَّ قَالَ: وَأُخْرَى يُرْفَعُ بِهَا الْعَبْدُ مِائَةَ دَرَجَةٍ فِي الْجَنَّةِ مَا بَيْنَ كُلِّ دَرَجَتَيْنِ كَمَا بَيْنَ السَّمَاءِ وَالأَرْضِ۔ قَالَ وَمَا هِيَ يَا رَسُولَ اللَّهِ قَالَ: الْجِهَادُ فِي سَبِيلِ اللَّهِ الْجِهَادُ فِي سَبِيلِ اللَّهِ۔

ترجمہ: حضرت ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول ﷺ نے (ایک دن) ارشاد فرمایا کہ جس بندے نے دل سے برضا اور رغبت اللہ تعالی کو اپنا مالک و پروردگار اسلام کو اپنا دین اور محمد (ﷺ) کو اللہ کا رسول وہادی مان لیا اس کے لئے جنت واجب ہوگئی (رسول اللہ ﷺ کی زبان مبارک سے یہ بشارت سن کر حدیث کے راوی) ابو سعید خدریؓ کو بڑی خوشی ہوئی اور انہوں نے (حضور ﷺ سے) عرض کیا کہ یارسول اللہ یہی بات پھر ارشاد فرمادیں! چنانچہ آپ ﷺ نے پھر وہی بعد دوبارہ ارشاد فرمائی (اسی کے ساتھ مزید یہ بھی) آپ ﷺ نے فرمایا کہ ایک اور دینی عمل ہے (جو اللہ تعالی کے نزدیک اتنا عظیم ہے کہ) اس عمل کرنے والے کو اللہ تعالی جنت میں سو درجے بلند فرمائے گے جن میں سے دو درجوں کے درمیان زمین و آسمان کا سا فاصلہ ہے (یہ سن کر) ابو سعید خدریؓ نے عرض کیا کہ حضرت وہ کون سا عمل ہے؟ آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا وہ ہے جہاد فی سبیل اللہ جہاد فی سبیل اللہ جہاد فی سبیل اللہ (صحیح مسلم)

اللہ کے رسول کی ہر جہادی سفر پر جانے اور شہادت کا شوق:

عَنِ أَبِيْ هُرَيْرَةَ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: وَالَّذِي نَفْسِي بِيَدِهِ لَوْلاَ أَنَّ رِجَالاً مِنَ الْمُؤْمِنِينَ لاَ تَطِيبُ أَنْفُسُهُمْ أَنْ يَتَخَلَّفُوا عَنِّي، وَلاَ أَجِدُ مَا أَحْمِلُهُمْ عَلَيْهِ، مَا تَخَلَّفْتُ عَنْ سَرِيَّةٍ تَغْزُو فِي سَبِيلِ اللّٰهِ، وَالَّذِي نَفْسِي بِيَدِهِ لَوَدِدْتُ أَنِّي أُقْتَلُ فِي سَبِيلِ اللّٰهِ ثُمَّ أُحْيَا، ثُمَّ أُقْتَلُ ثُمَّ أُحْيَا، ثُمَّ أُقْتَلُ ثُمَّ أُحْيَا، ثُمَّ أُقْتَلُ۔

ترجمہ: حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا اس پاک ذات کی قسم جس کے قبضہ میں میری جان ہے اگر یہ بات نہ ہوتی کہ بہت سے اہل ایمان کے دل اس پر راضی نہیں کہ وہ جہاد کے سفر میں میرے ساتھ نہ جائیں اور میرے پاس ان کے لیے سواریوں کا انتظام نہیں ہے (اگر یہ مجبوری حائل نہ ہوتی) تو میں راہ خدا میں جہاد کے لیے جانے والی ہر جماعت کے ساتھ جاتا (اور جہاد کی ہر مہم میں حصہ لیتا) قسم اس ذات پاک کی جس کے قبضے میں میری جان ہے میری دلی آرزو ہے کہ میں راہ خدا میں شہید کیا جاؤں مجھے پھر زندہ کر دیا جائے اور میں پھر شہید کیا جاؤں اور پھر مجھے زندہ کیا جائے اور میں پھر شہید کیا جاؤں اور مجھے پھر زندگی عطا فرمائی جائے اور میں پھر شہید کیا جاؤں۔(صحیح بخاری و صحیح مسلم)

شہید کی فضیلت:

عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عَمْرِو بْنِ الْعَاصِ أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: الْقَتْلُ فِي سَبِيلِ اللّٰهِ يُكَفِّرُ كُلَّ شيءٍ إِلاَّ الدَّيْنَ۔

ترجمہ: حضرت عبد اللہ بن عمرو بن العاص رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا راہ خدا میں شہید ہونا سب گناہوں کا کفارہ بن جاتا ہے سوائے قرض کے۔(صحیح مسلم)

جنت کہاں ہے؟:

عَنْ أَبِي مُوسَى قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: إِنَّ أَبْوَابَ الْجَنَّةِ تَحْتَ ظِلَالِ السُّيُوفِ۔

ترجمہ: حضرت ابو موسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ جنت کے دروازے تلواروں کے سائے تلے ہیں۔ (صحیح مسلم)

اللہ کی راہ میں گرد آلود قدم:

عَنْ أَبِي عَبْسٍ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: مَا اغْبَرَّتْ قَدَمَا عَبْدٍ فِي سَبِيلِ اللّٰهِ فَتَمَسَّهُ النَّارُ۔

ترجمہ: حضرت ابو عبس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ وسلم نے فرمایا یہ نہیں ہو سکتا کہ کسی بندے کے قدم راہ خدا میں چلنے سے گرد آلود ہوئے ہو پھر ان کو دوزخ کی آگ چھو سکے۔ (صحیح بخاری)

اللہ کی راہ میں خرچ کرنا:

عن خريم بن فاتك قال قال رسول الله صلى الله عليه وسلم: من أنفق نفقة في سبيل الله كتبت له سبعمائة ضعف۔

ترجمہ: خریم بن فاتک رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، کہتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: جس نے اللہ کی راہ میں کوئی چیز خرچ کی، قیامت کے دن اس کیلئے سات سو گنا زیادہ لکھا جائے گا۔ (سنن ترمذی)

دشمن کا سامنا کرنے کی تمنامت کرو:

عن أبي هريرة رضي الله غنه أن النبي صلى الله عليه وسلم قال: لاتمنوا لقاء العدو وإذا لقيتموهم فاصبروا۔

ترجمہ: ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ بے شک نبی علیہ الصلاۃ والسلام نے فرمایا کہ دشمن کا سامنا کرنے کی تمنامت کرو اور جب ان کا سامنا کرو تو پھر صبر سے کام لو۔ (صحیح مسلم)

اللّٰہ کے رسول کی کفار کو دعوت:

عن أنس أن نبي الله صلى الله عليه وسلم كتب إلى كسرى وإلى قيصر وإلى النجاشي وإلى كل جبار يدعوهم إلى الله۔

ترجمہ: انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ بے شک نبی علیہ الصلاۃ والسلام نے کسریٰ، قیصر اور نجاشی اور ہر بادشاہ کی طرف خط بھیجا جس میں انہیں اللہ کے دین کی طرف دعوت دی۔ (صحیح مسلم)

کلمۃ اللّٰہ کی بلندی کیلئے لڑنے والا ھی مجاھد ھے:

عن أبي موسى قال: جأء رجل إلى النبي صلى الله عليه وسلم فقال: الرجل يقاتل للمغنم والرجل يقاتل للذكر والرجل يقاتل ليرى مكانه، فمن في سبيل الله؟ قال: من قاتل لتكون كلمة الله هي العليا فهو في سبيل الله۔

ترجمہ: ابو موسیٰ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، فرماتے ہیں کہ ایک شخص نبی علیہ الصلاۃ والسلام کے پاس آیا اور کہا کہ ایک شخص غنیمت کیلئے لڑتا ہے اور ایک شہرت کیلئے لڑتا ہے اور ایک اسلئے لڑتا ہے کہ مجھے بہادر کہا جائے تو کون اللہ کی راہ میں ہوگا؟ آپ نے فرمایا کہ جو شخص اس لئے لڑے کہ اللہ کا کلمہ غالب ہو جائے تو وہ اللہ کی راہ میں ہوگا۔ (صحیح بخاری)

﴿نویں فصل﴾

جہاد کے بارے میں چند نظمیں و مضامین

مضمون نمبر ا سوشل میڈیا پر بعض معترضین کو جواب:

تحریک طالبان پاکستان قوم پرست و لسانی نہیں، بلکہ اسلامی عسکری تنظیم ہے:

پچھلے کچھ عرصے سے تحریک طالبان پاکستان کے چند سیاسی بیانات کے بعض جزئیات کو لیکر مجاہدین کے حلقوں یا ان سے محبت رکھنے والے بھائیوں کے ذہنوں میں تشویش پائی جارہی ہے کہ گویا تحریک طالبان پاکستان ایک لسانی یا قومی تحریک بنتی جارہی ہے۔ جن بیانات سے ایسا محسوس کیا جارہاہے، ان میں پشتون یا بلوچ قوم کے ساتھ ہمدردی برتی گئی ہے اور فوج کی جانب سے ان پر کئے گئے مظالم سے پردہ اٹھانے کی کوشش کی گئی ہے، جبکہ اشارۃً اس میں ان قوموں کو جہاد کی دعوت بھی دی جارہی ہے۔

یہ تو انتہائی واضح بات ہے کہ ظالم کے ظلم کو بیان کرنے کے لئے آپ کے پاس مظلوم کا ہونا لازم ہے۔ بالفاظ دیگر ظالم و مظلوم لازم و ملزوم ہیں۔ تو جب امیر صاحب، ترجمان صاحب یا کوئی اور رہنما اپنے فریق کے ظلم کو بیان کریں گے تو ظاہر ہے کہ وہ مظلوم کا ذکر بھی کریں گے اور وہ مظلوم بلا شک وشبہ پشتون و بلوچ ہیں۔ ٹھیک ہے کہ پاکستانی فوج و خفیہ اداروں نے دیگر اقوام کے ساتھ بھی ظالمانہ رویہ رکھاہے لیکن ایک تو وہ ان قوموں جتنا زیادہ نہیں اور دوسرا یہ کہ تحریک طالبان پاکستان عام طور پر یہی کہتی آرہی ہے کہ پاکستانی سرکاری وڈیروں نے پاکستانیوں کا حق چھین رکھاہے، وغیرہ۔۔۔ تو اس ضمن میں ان اقوام کا تذکرہ بھی ہوجاتاہے جو بلوچ و پشتون کے علاوہ ہیں۔

آپ کو اس طرف متوجہ کرنا بھی لازم ہے کہ تحریک طالبان پاکستان میں اگرچہ پشتونوں کی تعداد زیادہ

ہے لیکن اس کے علاوہ پنجابی، بلوچ اردو سپیکنگ اور دیگر زبانوں والے تقریباً ایک جتنے پائے جاتے ہیں تو اگر تحریک طالبان اس وجہ سے کہ اپنے اندر پشتون اکثریتی کی وجہ سے پشتونوں کا نام لیتی ہے تو اس حساب سے تو انہیں بلوچوں کا نام بھی استعمال نہیں کرنا چاہئے تھا، لیکن ایسا نہیں جیسا لوگ سوچتے ہیں۔ یہ بھی قابل توجہ امر ہے کہ حالاً بھی تحریک طالبان پاکستان میں پشتونوں کے علاوہ دوسری اقوام کے لوگ شامل ہیں، اور ان سے ان کی صلاحیت و استعداد کے مطابق کام بھی لیا جاتا ہے لیکن وہ کم ہیں اور سیکیورٹی وجوہات بھی ہیں جس کی وجہ سے وہ زیادہ سکرین پر نہیں آپاتے۔

تحریک طالبان پاکستان اگر بلوچ و پشتونوں کا نام لیتی ہے تو اس کی ایک وجہ یہ بھی ہے کہ ان کی قربانیاں تحریک میں دوسری قوموں سے زیادہ ہیں۔ آپ ان کے شہداء گن لیں، ان کے قیدی اور لاپتہ افراد گن لیں اور محاذ پر موجود ان کی تعداد کو بھی دیکھ لیں، تو اتنی قربانیوں اور ظلم وستم سہنے کے بعد بھی ان کا نام لینا بلکل بھی شریعت و عقل کے خلاف نہیں ہے۔

یہ یاد رکھنا لازم ہے کہ تحریک طالبان پاکستان ایک اسلامی جہادی مسلح تنظیم ہے جس کا مقصد پاکستان میں اسلامی نظام کو نافذ کرنے کیلئے جدوجہد کرنا ہے۔ یہ اگرچہ مسلح جدوجہد کے ساتھ ساتھ دعوتی و سیاسی جدوجہد کی بھی قائل ہے تاہم مسلح جدوجہد کو پھر بھی سب پر فوقیت حاصل ہے۔

تحریک طالبان پاکستان اپنے نئے آنے والے ساتھیوں کو سب سے پہلے مسلح جدوجہد کی حکمت و فرضیت اور طور طریقے سے آشنا کرتی ہے اور اگر کسی کو یہ نہیں آتا تو اسے حقیر سمجھتی ہے۔ سیاست وغیرہ شعبے یہاں بعد میں آتے ہیں۔

اگر آپ سمجھتے ہیں کہ تحریک طالبان پاکستان اپنے مقصد سے ہٹ رہی ہے تو آپ غلط سمجھتے ہیں کیونکہ انہوں نے ابھی تک بندوق ہاتھ سے نہیں جانے دی اور اگر ایسا ہے تو ہر ماہ اور سال کے حملے پچھلے ماہ و سال سے زیادہ نہ ہوتے، وہ بیعت علی الجہاد نہ لیتے اور نہ ہی وہ اپنے جسموں پر بم باندھ کر دشمن کو استشہادی حملے کا نشانہ بناتے۔ آپ جن فوجوں اور سخت گیر سرکاری تنظیموں کو مسلح سمجھتے ہیں، وہ بھی ایسا

نہیں کرپاتے، تو کیا تحریک طالبان پاکستان سب سے بڑھ کر مسلح تنظیم نہیں ہے؟

ہاں!

ایسا ممکن ہے کہ تحریک طالبان پاکستان نے سیاسی طور پر اپنے اہداف کو کم کر دیا ہو

مثلا: ہر دشمن کو قتل نہ کرتی ہو

ہر جگہ اپنے قیمتی فدائی مجاہد کو استعمال نہ کرتی ہو

ہر علاقے میں اعلاناً کام نہ کرتی ہو

ہر جگہ اسلحے سے کام نہ لیتی ہو

ہر کارروائی کی ذمہ داری قبول نہ کرتی ہو

تو اس سب کا مطلب یہ ہر گز نہیں کہ انہوں نے اپنے مقصد کو چھوڑ دیا ہے اور نعوذ باللہ قومیت کا شکار ہو گئے ہیں یا وہ صرف دعوت سیاست سے کام لیتے ہیں۔ آپ کو بخوبی جان لینا چاہئے کہ تحریک طالبان پاکستان قوم پرست و لسانی نہیں، بلکہ اسلامی عسکری تنظیم ہے اور رہے گی۔ ان شاء اللہ۔

مضمون نمبر ۲ پاکستانی آرمی چیف کے ایک بیان کا جواب

بھڑکیں مت ماریں، یہ ایک طویل جنگ ہے:

پاکستانی فوج کے سربراہ نے وزیرستان کا دورہ کیا، ذرائع کے مطابق انہوں نے فوجی افسران اور نچلے طبقے کے اہلکاروں سے ملاقاتیں کیں اور بارڈر پر جاری کام کا جائزہ لیا۔ دورے کے بعد میڈیا سے بات چیت میں کوئی نئی بات نہیں کہی اور نہ ہی انکے پاس ہوتی ہے، بلکہ وہی پرانی باتیں ہوئیں جو ہم ۲۰۰۷ء سے سنتے آرہے ہیں۔

"فوج مضبوط ہے"

"دشمن ٹوٹ چکا ہے"

"پہلے اکا دکا حملے ہوتے تھے اب نہیں ہوں گے"

"فوج دشمن کے سامنے ڈٹ کر کھڑی ہے"

"عوام فوج کے شانہ بہ شانہ ہے"

"ہر وقت قربانی کیلئے تیار ہیں وغیرہ۔۔۔

یہ وہ جملے ہیں جو کہتے کہتے تین جبابرہ اور ان کے اتنے ہی ترجمان ریٹائر ہو چکے ہیں اور اب ان کا بھی وقت نکلا جارہا ہے۔ عوام پاکستان کو انہوں نے اسکے علاوہ کوئی خاطر خواہ تسلی دی بھی نہیں بلکہ اب تو انکے حامی بھی سمجھتے جارہے ہیں کہ ان کی فوج نے انہیں دھوکے میں رکھا ہوا ہے۔

مزے کی بات یہ ہے بکاؤ میڈیا فوجیوں کی ہر قسم کی موت کو "آپریشن کے دوران" ثابت کرنے کی کوشش کرتا ہے حالانکہ حقیقت اس سے بلکل مختلف ہوتی ہے، میڈیا کا یہ طریقۂ کار فوج کی غفلت اور لاپرواہی کو چھپاتا ہے جو عوام کو دھوکہ دینے کے مترادف ہے۔

ہم ہمیشہ سے یہی کہتے آرہے ہیں کہ ہماری اور پاکستان کیلئے اسلام و قوم دشمن پالیسی بنانے والوں کے

درمیان جنگ ایک طویل جنگ ہے، اس میں اونچ نیچ ہوتی رہے گی، اموات واقع ہوں گی اور گرفتاریوں اور گمشدگیوں سمیت جانبین کو مختلف حالات کا سامنا کرنا پڑے گا اور عموماً جنگوں میں ایسا ہی ہوتا ہے جس کی مثالیں ہمیں تقسیم ہند، عراق، شام اور افغان جنگ کی صورت میں ملتی ہیں لیکن یہاں فوجی بیانیہ پیش کرنے والا جانبدار میڈیا اور سوشل میڈیا پر ان کی مجرمانہ حمایت کرنے والے صارفین کسی ایک واقعے یا ہمارے ایک ساتھی کی شہادت پر یا بظاہر کہیں ہمارا راستہ روک کر اسے فتح کا نام دے دیتے ہیں اور سمجھتے ہیں کہ اب کی بار تو بس "کمر ٹوٹ ہی گئی"۔ تو انکے لئے واضح کروں کہ ایسے بیانیئے ایک فریق تب دیتا ہے جب وہ سمجھ جاتا ہے کہ اب مجھے فتح نہیں ملنے والی اور میرا دشمن بلکل ختم ہونے والا نہیں، بلکہ یہاں تو الٹا انکے دشمن نے بحمد اللہ ایک ہونے کا فیصلہ کیا اور اسے لیکر بھی میڈیا پر جاری رپورٹس سے معلوم پڑ رہا ہے کہ یہ وار کس گہرائی سے انکے سینے پر لگا ہے؟۔

مجاہدین بھی یہ بات سمجھ لیں کہ ہماری وقتی کامیابی کو کامیابی نہ سمجھیں بلکہ یہ امتحان ہو سکتا ہے، جیسا کہ غزوۂ احد میں نبی علیہ الصلاۃ والسلام نے چند صحابہ رضوان اللہ علیہم اجمعین کو ایک جگہ مقرر فرمایا جن سے ایک چھوٹی سی بھول ہو گئی جس کی وجہ سے مسلمانوں کو شکست کا سامنا کرنا پڑا یہ بھول وقتی کامیابی کی خوشی میں ہوئی تھی (واقعہ طویل ہے آپ نے سنا ہو گا ان شاء اللہ) اور یہ بھی کہ ہمارے ساتھیوں کی تکالیف بھی وقتی ہی ہیں، بلکہ امتحان کا ایک جھونکا ہے اسے دل پر لے کر آپ مایوس نہ ہوں اور اس اونچ نیچ کو معیار نہ بنائیں۔ مجاہدین تاریخ کا مطالعہ کریں تو انہیں معلوم ہو جائے گا کہ جنگیں کس طرح ٹھنڈے دل سے لڑی جاتی ہیں، ٹھنڈے دل سے یوں کہ وہ لاشوں کو دیکھ کر فیصلے نہیں کرتے تھے پھر چاہے وہ لاشیں دشمن کی ہوں یا اپنی، اور نہ ہی وہ آدمیوں کو گنتے تھے بلکہ وہ تولتے تھے، ان کے افکار و نظریات کو پرکھتے تھے کہ وہ کتنے مضبوط ایمان کے ساتھ میدان میں اتر رہے ہیں، غزوۂ میں مسلمانوں کی کثیر تعداد سے جب صحابہ خوش ہوئے اور انہیں وقتی شکست کا سامنا کرنا پڑا تو اس نے مسلمانوں کو تا قیامت یہ درس دیا کہ گنتی سے نہیں یہ عمل ترازو سے ہو گا۔ قرآن مجید میں لقمان حکیم کی اپنے بیٹے کو

نصیحت کو بیان کرتے ہوئے ارشاد ہے:

یا بني أقم الصلاة وامر بالعرف وانه عن المنکر واصبر علی ما أصابك إن ذالك من عزم الأمور•

ترجمہ: بیٹا نماز پڑھا کر اور اچھے کاموں کی نصیحت کیا کر اور برے کاموں سے منع کیا کر اور تجھ پر جو مصیبت آئے اس پر صبر کیا کر، بے شک یہ ہمت کے کاموں میں سے ہیں۔ {لقمان:۱۷}

شیوخ یہاں ترجمہ کرتے ہیں کہ "یہ (برے کاموں سے روکنا اور مصائب پر صبر کرنا) مَردوں کے کرنے کا کام ہے۔ تو ہماری مروت اور مردانگی صبر سے معلوم ہو گی نہ کہ مصائب پر آہ وبکا کرنے سے اور گلے شکوے کرنے سے۔ جو حالات ہیں اس پر بھی اللہ رب العزۃ کا شکر ادا کرنا چاہئے کہ کس طرح انہوں نے اپنی خصوصی مدد سے ہمیں اپنے راستے میں کھڑا رکھا ہے۔

تو ان سطور کا "ماحصل" یہ ہے کہ فوج اس طویل جنگ میں بے جا بھڑکیں نہ مارے بلکہ حقائق کا سامنا کرتے ہوئے جنگ لڑے اور بدلتے ایام کا تماشا کرے۔ طاقت کے استعمال کا نشہ کرتی فوج اب اس موڈ میں قطعاً نہیں کہ وہ اب جنگ لڑے بلکہ میڈیا اور اپنے بکاؤ اداروں کو استعمال کرکے عوام کو دھوکے میں رکھ کر انہیں جہاد اور وطن عزیز کے حصول سے بے خبر رکھ کر عیاشیاں کریں۔

مضمون نمبر ۳ کچھ منفی صورتحال پر لکھا گیا ایک مضمون

نظریہ جہاد کی بنیاد اور اس میں رکاوٹ:

میرے محترم مجاہدین ساتھیو! جہاد جب سے شروع ہوا ہے یہ ایک قوی نظریہ کے بل بوتے پر چلتا آرہا ہے، اسکی بنیاد سنگلاخ اور سیسہ پلائی ایمانوں نے رکھی ہے، اسکی تعمیر میں انتہائی لچکدار اور پائیدار سریا لگا ہے، اسکی حفاظت کیلئے بنیان مرصوص سی دیواریں قائم کی گئیں ہیں، اسے صاف رکھنے کی خاطر شیشے جیسے دلوں کی ضرورت ہے، اسے مضبوط رکھنے کیلئے بدر و احد جیسے پہاڑوں کی تشکیل دی گئ ہے، اسے آبیار رہنے کے واسطے راتوں میں بہنے والے آنسوؤں کا کردار ہے، اسے جاری رکھنے والے بہادر ماں کے بہادر بیٹے ہیں اور اسے اچھا مستقبل دینے والے حمزہ و خالد کے بیٹوں کی سانسیں ہیں۔

یاد رکھنا! اچھے باغ میں اچھا پھل اگانے کی امید اسی وقت رکھی جاسکتی جب آپ اسکا خیال رکھینگے اور اسے صاف شفاف اور تازہ پانی دوگے ورنہ وہ پھل نہیں دے گا، باغ یا کسی اور فصل کی زمین گندے پانی یا کسی اور مضر چیزوں کو خود بخود اپنے آپ سے دور نہیں کرسکتی بلکہ آپ کو جی بھر کے محنت کرنی پڑیگی اور جس میدان میں ہم کو دے ہیں اس میں محنت سر، جان، مال اور خون کے بدلے کرنی پڑتی ہے تو اسی طرح ہمیں بھی اپنے میدان کی صفائی کرنے کی اشد ضرورت ہے اور ہمیں ہر وقت ہر قسم کی صفائی کیلئے حاضر رہنا چاہئے۔

آمدم بر سرِ مقصد!

دور حاضر میں بعض مجاہدین جہاد چھوڑنے کی کوشش میں ہیں کسی کا ارادہ کاروبار کا تو کسی کا کسی حکومت کیساتھ مل جانا ہے، یہ ہمارے لئے نئی بات نہیں اور نہ ہی یہ کوئی عجیب واقعہ ہے بلکہ جب سے صحابہ کا دور گزرا ہے اس طرح کے لوگ دین اسلام کی سربلندی کی راہ میں رکاوٹ بنتے رہے ہیں آپ صلاح الدین ایوبی و نورالدین زنگی اور جہاد ہند کا مطالعہ کرینگے تو آپ پوری طرح واقف ہو جائینگے کہ کس طرح

بے غیرتی کے پہاڑوں نے غیرت کے پہاڑوں کو سرک کرر کھ دیا اور اسلام چیخ چیخ کر رو یا۔

محترم مجاہدین بھائیو! جہاد کریں جتنا آپ کی وسعت میں ہے اللہ نے آپکو اتناہی مکلف کیا ہے جتنی تمہاری طاقت ہے جیسا کہ اللہ فرماتے ہیں " لایکلّف اللہ نفسا اِلا وسعھا " لیکن یہ بھی یاد رکھنا کہ اللہ تعالیٰ کو کثرت عمل سے استقامت علی العمل بہت پسند ہے نبی علیہ الصلوۃ والسلام فرماتے ہیں " خیر العمل ما قل ودیم علیہ " یعنی (اللہ کے نزدیک) بہتر عمل وہ ہے جو کم ہو اور اس پر مداومت اختیار کی جائے، علماء فرماتے ہیں "الاستقامة خیر من ألف عبادة" یعنی استقامت ہزار عبادتوں سے بہتر ہے، میرے محترم ساتھیو! استقامت ہی وہ عمل ہے جس نے ابو بکر کو صدیق، عمر کو فاروق، عثمان کو غنی، علی کو اسد اللہ، معاویہ کو کاتب وحی، تمام صحابہ کو جنت کا مستحق، صلاح الدین کو فاتح بیت المقدس، اسامہ بن لادن کو محسن امت اور ملا محمد عمر کو دور حاضر کا امیر المؤمنین بنایا، استقامت ہی ہے جس نے نبی الملاحم کو سید المرسلین بنایا۔

نبی علیہ الصلوۃ والسلام کی داڑھی مبارک میں سفید بال ظاہر ہونے لگے تو انہیں صحابہ کہتے کہ یا رسول اللہ آپ ضعیف ہونے لگے ہو آپ فرماتے "شَیَّبَتۡنِیۡ هُوۡدٌ وَّیُوۡنُسُ" کہ مجھے سورہ ھود اور سورہ یونس نے ضعیف کیا ہے اور اسکی وجہ علماء یہ بیان فرماتے ہیں کہ اس میں نبی علیہ الصلوۃ والسلام کو استقامت کا حکم دیا گیا ہے جو واقعا ایک مشکل اور حساس عمل ہے۔ ہمیں یہ حکم ہے "فَاسۡتَقِمۡ کَمَاۤ اُمِرۡتَ" اس سے یہ معلوم ہوتا ہے کہ جس عمل کا ہمیں حکم ہے وہ استقامت و مداومت سے کیا جائے۔

یقین مانئے کہ کسی بھی مذہب، رسم ورواج اور کلچر میں اس سے بڑھ کر کوئی بے مروتی نہیں ہو سکتی کہ آپ جس دشمن سے بر حق ہوتے ہوئے ایک عشرہ لڑیں جس میں آپ نے زخم کھائیں، جیل گئے، لوگ آپ کو ملامت کرتے رہے، لوگوں کی گالیاں سنیں اور پھر آپ اسی دشمن سے بھیک مانگیں اور وہ بھی غلامی کی زندگی کی نعوذ باللہ من ذلک۔ اللہ تعالیٰ سے دعا ہے کہ اللہ ہمیں استقامت بھری زندگی عطاء فرمائے اور اللہ ہمیں دشمن کے سامنے سر جھکانے سے بچائے رکھے۔ آمین، وآخر دعوانا ان الحمد للہ رب العلمین۔

فتوی ہے شیخ کا یہ زمانہ قلم کا ہے

فتوی ہے شیخ کا یہ زمانہ قلم کا ہے
دنیا میں اب رہی نہیں تلوار کارگر

لیکن جناب شیخ کو معلوم کیا نہیں ؟
مسجد میں اب یہ وعظ ہے بے سود و بے اثر

تیغ و تفنگ دست مسلماں میں ہے کہاں
ہو بھی، تو دل ہیں موت کی لذت سے بے خبر

کافر کی موت سے بھی لرزتا ہو جس کا دل
کہتا ہے کون اسے کہ مسلماں کی موت مر

تعلیم اس کو چاہیے ترک جہاد کی
دنیا کو جس کے پنجہ خونیں سے ہو خطر

باطل کی فال و فر کی حفاظت کے واسطے
یورپ زرہ میں ڈوب گیا دوش تا کمر

ہم پوچھتے ہیں شیخ کلیسا نواز سے
مشرق میں جنگ شر ہے تو مغرب میں بھی ہے شر

حق سے اگر غرض ہے تو زیبا ہے کیا یہ بات
اسلام کا محاسبہ، یورپ سے درگزر!

﴿یہ غازی یہ تیرے پُراسرار بندے﴾

یہ غازی یہ تیرے پُراسرار بندے
جنہیں تونے بخشا ہے ذوقِ خدائی

دونیم ان کی ٹھوکر سے صحرا و دریا
سمٹ کر پہاڑ ان کی ہیبت سے رائی

دوعالم سے کرتی ہے بیگانہ دل کو
عجب چیز ہے لذتِ آشنائی

شہادت ہے مطلوب و مقصودِ مومن
نہ مالِ غنیمت، نہ کشور کشائی

﴿اے حرم تیرے بیٹے سلامت رہیں﴾

اے حرم تیرے بیٹے سلامت رہیں، تا قیامت رہیں

اے حرم تیرے بیٹے سلامت رہیں، تا قیامت رہیں

تیرے غازی، مجاہد، تیرے جاں نثار

ان پہ رب کی عنایت رہے بے شمار

کوئی مشرق کی وادی میں لڑتا رہے

کوئی مغرب میں بجلی کی صورت گرے

ان کی صبحیں سدا با سعادت رہیں

ان کی شامیں رہینِ عبادت رہیں

اے حرم تیرے بیٹے سلامت رہیں، تا قیامت رہیں

یہ فلسطیں کے پاسباں بن گئے

فخرِ کعبہ، بلالی اذاں بن گئے

ان کی ہر چال دشمن پہ بھاری رہی

بحر و بر میں بھی جنگ ان کی جاری رہی

ان کو حکمت کے گوہر ودیعت رہیں

ان کے سب کام تحتِ شریعت رہیں

﴿اے حرم تیرے بیٹے سلامت رہیں، تا قیامت رہیں﴾

یہ قدامت پسندی کی معراج ہیں

ولولے کے ان کے سینوں میں جو آج ہیں

ان کی ٹھوکر میں افرنگ کے تاج ہیں

میری امّت کی، یہ نوجواں لاج ہیں

یہ طلب گارِ راہِ ہدایت رہیں

رہ روانِ سبیل شہادت رہیں

اے حرم تیرے بیٹے سلامت رہیں، تا قیامت رہیں

یا الٰہی یہ غازی سُبک خیز ہوں

منزلوں کی طرف اور بھی تیز ہوں

ان کی آنکھوں میں حق کے شرارے رہیں

برق آسا یہ سب چاند تارے رہیں

میری مِلّت کی تاباں قیادت رہیں

اہلِ اِیماں کے سینوں کی راحت رہیں

اے حرم تیرے بیٹے سلامت رہیں، تا قیامت رہیں

﴿سرفروشی کی تمنا اب ہمارے دل میں ہے﴾

سرفروشی کی تمنا اب ہمارے دل میں ہے
دیکھنا ہے زور کتنا بازوئے قاتل میں ہے

اے شہیدِ ملک وملت میں ترے اوپر نثار
لے تری ہمت کا چرچا غیر کی محفل میں ہے

وائے قسمت پاؤں کی اے ضعف کچھ چلتی نہیں
کارواں اپنا ابھی تک پہلی ہی منزل میں ہے

رہرو راہِ محبت! رہ نہ جانا راہ میں
لذتِ صحرا نوردی دورئ منزل میں ہے

شوق سے راہِ محبت کی مصیبت جھیل لے
اک خوشی کا راز پنہاں جادۂ منزل میں ہے

آج پھر مقتل میں قاتل کہہ رہا ہے بار بار
آئیں وہ شوق شہادت جن کے جن کے دل میں ہے

مرنے والو! آؤ اب گردن کٹاؤ شوق سے
یہ غنیمت وقت ہے خنجر کفِ قاتل میں ہے

مانعِ اظہار تم کو ہے حیا ہم کو ادب
کچھ تمہارے دل کے اندر کچھ ہمارے دل میں ہے

میکدہ سنسان خم الٹے پڑے ہیں جام چور
سرنگوں بیٹھا ہے ساقی جو تری محفل میں ہے

وقت آنے دے دکھادیں گے تجھے اے آسماں
ہم ابھی سے کیوں بتائیں کیا ہمارے دل میں ہے

اب نہ اگلے ولولے ہیں اور نہ وہ ارماں کی بھیڑ
صرف مٹ جانے کی اک حسرت دلِ بسمل میں ہے

﴿تو تاجر دانا تھے، جو کر دیا سودا رب سے﴾

تو تاجر دانا تھے، جو کر دیا سودا رب سے
کیا خوب نبھایا تونے، اپنا کیا وعدہ رب سے

تیرے رخسار پر عیاں تھے آثارِ بہشت
بخشے ہیں تمہیں رب نے جانے کب سے

اے قائد قلوب، چشم ضیغم فضل اللہ!
تمہیں مبارک، ملاقات جاوداں رب سے

دلِ مضطرب ہوا طوافِ دربدر پہ مجبور
تونے فراق کا تیر دل پہ ہے مارا جب سے

تو دشمن کیلئے رعد و برق تو غضنفرِ پربت
عزم صمیم کے پیکر تھے تم کو جانا جب سے

تم تھے تو مکرم تھا نظر بیں کی نظر میں
بے آس مکرم ہے، تونے کر دیا تنہا جب سے

﴿دسویں فصل﴾

جنگ کے وقت کی خاص دعائیں

مسلمانوں اور خصوصا مجاہدین کو عام حالات میں اللہ کے ذکر اور دعاؤں سے غافل نہیں ہونا چاہئے۔ عام حالات میں "لا الہ الا اللہ" "استغفر اللہ" "درود شریف" اور دیگر اذکار میں مشغول رہا جائے لیکن یہاں چند دعائیں قرآن و احادیث مبارکہ سے پیش ہیں جو مجاہدین کو خاص حالات میں پڑھنی چاہئیں۔

چند عام دعائیں:

رَبَّنَا لاَ تُؤَاخِذْنَا إِن نَّسِينَا أَوْ أَخْطَأْنَا رَبَّنَا وَلاَ تَحْمِلْ عَلَيْنَا إِصْرًا كَمَا حَمَلْتَهُ عَلَى الَّذِينَ مِن قَبْلِنَا رَبَّنَا وَلاَ تُحَمِّلْنَا مَا لاَ طَاقَةَ لَنَا بِهِ وَاعْفُ عَنَّا وَاغْفِرْ لَنَا وَارْحَمْنَآ أَنتَ مَوْلاَنَا فَانصُرْنَا عَلَى الْقَوْمِ الْكَافِرِينَ۔

ترجمہ :اے ہمارے رب !اگر ہم بھول جائیں یا خطا کر بیٹھیں تو ہماری گرفت نہ فرما ،اے ہمارے پروردگار !اور ہم پر اتنا) بھی (بوجھ نہ ڈال جیسا تونے ہم سے پہلے لوگوں پر ڈالا تھا ،اے ہمارے پروردگار !اور ہم پر اتنا بوجھ) بھی (نہ ڈال جسے اٹھانے کی ہم میں طاقت نہیں ،اور ہمارے) گناہوں (سے درگزر فرما ،اور ہمیں بخش دے ،اور ہم پر رحم فرما ،تو ہی ہمارا کارساز ہے پس ہمیں کافروں کی قوم پر غلبہ عطا فرما۔

رَبِّ انصُرْنِي عَلَى ٱلْقَوْمِ ٱلْمُفْسِدِينَ۔

ترجمہ :اے ہمارے رب !ہماری مدد فرما فسادی قوم کے خلاف۔

أَسْتَغْفِرُ اللهَ۔

ترجمہ: میں اللہ تعالیٰ سے مغفرت طلب کرتا ہوں۔ (دن میں سو مرتبہ)

لَا إِلٰهَ إِلَّا اللهُ۔

ترجمہ: نہیں ہے کوئی عبادت کے لائق سوائے اللہ کے۔ (دن میں سو مرتبہ)

درود شریف (دن میں سو مرتبہ)

دشمن سے مقابلے کے وقت:

رَبَّنَا أَفْرِغْ عَلَيْنَا صَبْرًا وَثَبِّتْ أَقْدَامَنَا وَانْصُرْنَا عَلَى الْقَوْمِ الْكَافِرِينَ۔

ترجمہ: اے ہمارے پروردگار! انڈیل دے ہم پر صبر، ہمیں ثابت قدمی بخش دے اور ہمیں اس کافر قوم کے مقابلے میں فتح و نصرت عطا فرمادے۔

دشمن سے خوف کے وقت:

حَسْبُنَا اللهُ وَنِعْمَ الْوَكِيْلُ۔

ترجمہ: کافی ہے ہمارے لئے اللہ اور کیا ہی خوب کارساز ہے۔

راستہ بھٹکنے کے وقت:

عَسَى رَبِّي أَن يَهْدِيَنِي سَوَاءَ السَّبِيلِ۔

ترجمہ: جلد ہی میرا رب مجھے سیدھا راستہ دکھادے گا۔

جب دشمن کی تعداد زیادہ نظر آنے لگے:

رَبِّ إِنِّيْ مَغْلُوْبٌ فَانْتَصِرْ۔

ترجمہ: اے میرے رب میں کمزور ہوں، میری مدد فرما۔

اللہ سے مدد مانگنے اور ظاہری آلات پر بھروسہ نہ کرتے وقت:

اللهم أنت عَضُدِي ونَصِيرِي، بِكَ أَحُول، وبِكَ أَصُول، وبك أقاتل۔

ترجمہ :اے اللہ !توہی میرا بازواور مددگار ہے ، تیری ہی مدد سے میں چلتا پھرتا ہوں اور تیری ہی مدد سے میں حملہ کرتا ہوں اور تیری ہی مدد سے میں قتال کرتا ہوں۔

مشکل حالات میں:

اللَّهُمَّ إِنَّا نَجْعَلُكَ فِي نُحُورِهِمْ، وَنَعُوذُ بِكَ مِنْ شُرُورِهِمْ۔

ترجمہ :اے اللہ !ہم تجھ کو ان کے سامنے کرتے ہیں اور تیرے ذریعے ان کی (شرارتوں)برائیوں سے پناہ مانگتے ہیں۔

جب کفار مسلمانوں کو اللہ تعالی کی اطاعت سے مشغول کریں:

ملأ الله بيوتهم و قبورهم نارا۔

ترجمہ :اللہ تعالیٰ اُن) کفار (کے گھروں اور قبروں کو آگ سے بھر دے۔

جب کفار مسلمانوں کے محاصرے میں ہوں:

لَا إِلٰهَ إِلَّا اللّٰهُ واللّٰهُ أَكْبَرُ۔

ترجمہ :اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں اور اللہ سب سے بڑا ہے۔

﴾کتاب ”تعلیم الجہاد“ کے بارے میں علماءِ کرام کی آراء؟﴿

شیخ گل محمد باجوڑی حفظہ اللّٰہ:

اسی مبارک جہادی فریضے کے حوالے سے برادرِ محترم مولوی خالد قریشی حفظہ اللہ نے جو رسالہ لکھا ہے ، میں نے دیکھا جو جہاد سے متعلق بہت ہی مفید مضامین پر مشتمل ہے۔ اللہ تعالی اس نوجوان لکھاری اور عالم مولانا خالد قریشی کو اجر سے نوازے اور اللہ ان کی استعداد میں خیر و برکت ڈالے۔ انہوں نے مناسب اور آسان طرز کے ساتھ جہادی موضوعات کا دفاع کیا اور جہادی ادب میں یہ ایک اچھا اضافہ بلکہ صدقۂ جاریہ ہے۔

مولانا قاضی حماد حفظہ للہ:

احقر نے اول تا آخر اس کا مطالعہ کیا جسے درج ذیل خصوصیات کی بنا پر ممتاز پایا:

- مختصر مگر جامع ہے
- جہادی سفر کے تقریباً تمام مسائل پر مبنی ہے
- اس کے مراجع قرآن ، حدیث اور معتبر کتابیں ہیں
- عام مسلمانوں ، بچوں اور ابتدائی طلبۂ کرام کیلئے اس کا یاد کرنا آسان ہو گا۔

مولانا قاری مدرار حفظہ اللّٰہ:

مجاہدین کو چاہئے کہ جہادی تعلیم کے سلسلے میں اس سے فائدہ اٹھائیں۔

شیخ الحدیث مولانا صلاح الدین حفظہ اللّٰہ:

اس رسالے میں جہاد سے بہت کچھ جمع کیا گیا ہے جو یقیناً موجودہ دور میں عوام و خواص کیلئے بہت ہی مفید ہو گا ، لوگوں کو اس سے مستفید ہونا چاہئے اور تحریک طالبان پاکستان کے متعلقہ ذمہ داران کو چاہئے کہ اسے تحریک کے مدارس کے نصاب میں شامل کریں۔